بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللہ نزل احسن الحدیث القرآن
بیاد
حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی رحمہ اللہ
حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ
ہفت روزہ
اہلِ حدیث
لاہور
مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کا ترجمان
مسلک اہلحدیث کا داعی
جلد: 47 | ۲۴ تا ۳۰ شوال ۱۴۳۷ھ 29 جولائی تا 4 اگست 2016ء | شمارہ: 30

حرمین شریفین

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان
دفاع حرمین کیلئے ملک گیر تحریک چلائے گی

مرکزی مجلس عاملہ کا فیصلہ

ترکی

اسلامی جمہوریہ

ترک عوام نے آمریت کا راستہ روک کر نئی تاریخ رقم کردی۔

کشمیر

بھارت کی بدترین دہشت گردی پر عالمی اداروں کی خاموشی قابل مذمت ہے۔ امیر محترم شیخ ساجد میر حفظہ اللہ

امت مسلمہ

فکری و عسکری اتحاد وقت کی اہم ضرورت!

قرآن و سنت کی روشنی میں

ریشم کا استعمال.....؟!

خارش کا دم اور علاج.....؟!

نماز اشراق اور اس کی فضیلت.....؟!

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد حفظہ اللہ

بدگمانی

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ (الحجرات)

''اے ایمان والو! بہت زیادہ بدگمانیوں سے بچو، یقیناً بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔''

حقیقی مسلمان پر لازم ہے کہ وہ دوسروں کے بارے میں، خواہ کوئی بھی ہو، احتیاط برتے اور نہایت احتیاط سے کام لے کیونکہ سب جانتے ہیں کہ بیدار مغزی اور احتیاط' کمال کا پہلا درجہ ہے جبکہ مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ کے رستے پر ہمیشہ چوکنا ہو کر چلے اور جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے افکار کو حسن ظن سے رنگ دے اور کبھی بھی بدگمانی کے گناہ میں نہ پڑے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''حسن ظن عبادت کی خوبی میں سے ہے'' گویا آپ ﷺ نے ہمارے سامنے یہ بیان فرمایا ہے کہ حسن ظن ایک عظیم اور اعلیٰ مرتبہ ہے۔ اسی طرح فرمایا: [إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ] ''اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ کیونکہ بدگمانی بہت جھوٹی بات ہے۔''

جو شخص حسن ظن سے محروم ہو اور اس پر بدظنی کے جذبات کا غلبہ ہو تو وہ ہمیشہ دوسروں کو مشکوک نگاہوں سے دیکھے گا حتی کہ ان کی عبادات' جیسے نماز و روزہ وغیرہ کا بھی مذاق اڑائے گا۔ مثلاً جب کسی آدمی کو نماز پڑھتے دیکھے گا تو اس کے ذہن میں فوری طور پر یہ سوال آ سکتا ہے کہ ''کیا یہ شخص پوری طرح نماز میں منہمک ہو چکا ہے، کیا اس کی نماز میں خشوع و خضوع ہے؟'' لہٰذا جب وہ اس انداز سے سوچے تو اس کے سامنے نبی کریم ﷺ کا یہ جواب ہونا چاہیے کہ تم نے اس کا دل کیوں نہ چیر لیا۔

ہم کسی انسان کے دل کے اندر کی بات کو نہیں جان سکتے۔ دوسروں کی عبادات اور کاموں کے بارے میں منفی رائے سے بچنا ہی اصل میں بدظنی سے بچنا اور آیت مذکورہ کا درس ہے، جبکہ درست باتوں، جیسے نماز کے صحیح ہونے اور مومن کی صفات کو بیان کرنے میں نا صرف یہ کہ کوئی حرج نہیں بلکہ ایک داعی اور مبلغ کی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ اس سے مقصود اوروں کو شعائر اسلام پر عمل کی ترغیب دلانا ہے۔ بدگمانی انسان کے کردار کو دوسروں کی نظروں میں مشکوک اور اس کی شخصیت کو مجروح کرنے کا سبب بھی بنتی ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بالکل وضاحت اور صراحت کے ساتھ اس سے بچنے کا حکم فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوا﴾ (الحجرات) ''اے اہل ایمان! بہت بدگمانی کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو۔''

اس لیے جب دوسروں میں کوئی ایسی چیز موجود ہو جو حسن ظن کا سبب بن سکتی ہو تو حسن ظن ہی رکھنا چاہیے بلکہ حسن ظن پر بھروسہ کرتے ہوئے بدظنی سے دور ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ دل کے اندر بدگمانی کے جڑ پکڑنے کی وجہ سے اس گناہ کا مرتکب صرف بدگمانی ہی پر اکتفاء نہیں کرتا بلکہ نوبت بہتان اور بغض و عداوت تک آن پہنچتی ہے جس کے اندر جھوٹ اور غلط بیانی بھی شامل ہوتی ہے گویا یہ ایک گناہ اپنے اندر کئی ایک دوسرے گناہ پوشیدہ رکھے ہوئے ہے اور اس ایک گناہ سے بچ جانے کا مطلب بہت سے سنگین گناہوں سے اپنے آپ کو محفوظ کر لینا ہے۔

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ

نوافل کی فضیلت

فرمان نبوی ﷺ ہے: [عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ: "عِنْدَ صَلَاةِ الفَجْرِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الإِسْلَامِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الجَنَّةِ". قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي: أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُورًا، فِي سَاعَةِ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطُّهُورِ مَا كُتِبَ لِيْ أَنْ أُصَلِّيَ.] (متفق علیہ)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کے وقت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم اپنے اس عمل کے بارے میں بتاؤ جو اسلام میں تمہارا بہت زیادہ پر امید عمل ہے اس لیے کہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی آہٹ سنی ہے۔'' سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے کبھی ایسا عمل نہیں کیا جو میرے نزدیک اس عمل سے زیادہ پر امید ہو کہ میں نے دن اور رات میں جس وقت بھی وضو کیا تو اس کے ساتھ جس قدر میرے مقدر میں تھا نفل ادا کیے۔ (بخاری و مسلم)

نفل سے مراد وہ عبادت ہے جو کسی انسان پر فرض نہ ہو اور وہ اسے اپنی خوشی سے ادا کرے وہ عبادت مالی ہو یا بدنی' اسے ادا کرنے میں لگا رہے' اس طرح وہ اللہ کے حکم ﴿فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ﴾ یعنی ''جو شخص اپنی خوشی سے' زیادہ بھلائی کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے۔'' پر عمل کرتا ہے۔ یعنی وہ نماز' ذکر اذکار' صدقہ و خیرات اس پر فرض نہیں لیکن وہ اپنی مرضی سے کر رہا ہے وہ اس کے درجات کی بلندی کا سبب بنتے ہیں۔ نفلی عبادت فرائض میں ہونے والی کوتاہیوں کو پورا کر دیتی ہے۔ سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن انسان سے سب سے پہلے فرائض کا حساب لیا جائے گا اگر فرائض کی ادائیگی مکمل ہوئی تو پورا ثواب مل جائے گا اور اگر اس نے فرائض پورے نہ کیے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا۔ دیکھو اگر تمہیں میرے بندے کی نفلی نماز یا عبادت ملے تو اس سے اس کے فرائض کو مکمل کر لو اسی طرح تمام نیک اعمال میں اگر نفلی عبادت موجود ہے تو اس سے فرائض کی کمی کو پورا کر لیں۔ نفل نماز کے ذریعے فرائض کی کمی بھی پوری ہوتی ہے اور درجات بھی بلند ہوتے ہیں اور گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ نفل ادا کرنے سے ایک درجہ بلند ہوتا ہے' ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ کثرت سے نوافل کی ادائیگی' جنت میں جانے کا سبب بنتی ہے۔ نفلی نماز گھر میں برکت لاتی ہے۔ لہٰذا فرضی نماز مسجد میں ادا کیے جائیں اور سنتیں اور نوافل گھر میں ادا کیے جائیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ یعنی گھروں میں نفل نماز پڑھا کرو اس لیے کہ قبرستان میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ نفلی نماز سے اللہ کا شکر ادا ہوتا ہے گھر میں نوافل ادا کرنے سے برکت کے ساتھ ساتھ اولاد کی تربیت بھی ہوتی ہے اور ان میں نماز ادا کرنے کا شوق بھی پیدا ہوتا ہے۔ نفلی عبادت کے متعلق مزید تفصیلات آئندہ درس میں بیان کی جائیں گی۔ ان شاء اللہ!

Monthly MUHADDIS Lahore
99-J Model Town, Lahore-54700
Phone 5866476, 5866396
26.7.16

ترکی میں فوجی بغاوت اور عوام کی کامیاب مزاحمت

دنیا کے جمہوریت پسند حلقوں میں یہ خبر نہایت افسوس اور حیرت کے ساتھ سنی گئی کہ ترکی میں طالع آزما قوتوں نے جمہوری' آئینی اور منتخب حکومت پر غاصبانہ قبضہ کرنے کی ناکام کوشش کی جس کی دنیا بھر میں مذمت کی جا رہی ہے۔ فوج کے ایک گروپ کی اس سازش کو ناکام بنانے کے لیے عوام باغیوں کے ٹینکوں کے آگے لیٹ گئے اور صدارتی محل میں داخلے کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔ اس مزاحمت کے دوران ہونے والے پرتشدد واقعات میں تین صد افراد ہلاک ہو گئے۔ اب تک چھ ہزار باغی فوجی گرفتار کر لیے گئے ہیں۔ ۱۳۶ ججز اور ۳۴ جرنیل برطرف کر دیئے گئے ہیں۔ اس طرح ملک کے حالات آئینی حکومت کے کنٹرول میں ہیں۔ دنیا کے بہت سے ممالک کی قیادتوں نے جہاں مسلح بغاوت کی مذمت کی ہے وہاں ترکی کے صدر' وزیراعظم اور عوام کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا ہے اور عوام نے جمہوری اور منتخب حکومت کی جس جذبے اور قربانی کے ساتھ حمایت کی ہے اس نے یہ پیغام دیا ہے کہ غیر آئینی طریقہ سے جمہوری اور آئینی حکومتوں کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اگر حکمران عوام کی مشکلات کے ازالہ اور مفادات کے تحفظ کے لیے اپنے فرائض کما حقہ ادا کرتے ہیں تو عوام بھی ہر مشکل گھڑی میں ان کے لیے ڈھال بن جاتے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ صدر اردگان ترک عوام کے ہر دلعزیز لیڈر ہیں' انہوں نے ترکی کو روشنی' ترقی وخوشحالی اور فلاح وبہبود کے جس راستے پر گامزن کر رکھا ہے اسے ترک عوام بنظر تحسین وستائش دیکھتے ہیں اور ہر قیمت پر جمہوریت اور ترقی کے اس تابناک سفر کا تسلسل برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ اب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اسلام دشمن قوتوں نے ترک حکومت کو غیر مستحکم بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ترکی پہلے سے بڑھ کر اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو ادا کرے اور حالیہ بغاوت میں ملوث کرداروں کو بے نقاب کرے۔ اطمینان کی بات یہ ہے کہ صدر اردگان نے عوام سے خطاب کے دوران جمہوریت دشمن اور لبرل طبقات کی طرف واضح اشارہ کر دیا ہے جو جمہوری حکومت کو گرانے میں براہ راست ملوث ہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ اس وقت دنیا میں مسلمان بڑے مجبور اور مقہور ہیں۔ اسلام اور جمہوریت دشمن قوتوں نے مسلمانوں کو بہت سے مسائل میں الجھا رکھا ہے۔ کئی مسلمان مملکتوں پر جمہوریت کے نام پر قبضہ کر رکھا ہے۔ ان میں عراق' مصر اور افغانستان بھی شامل ہیں۔ مقبوضہ کشمیر' قلسطین' اریٹیریا اور برما میں مسلمان گاجر مولی کی طرح کٹ رہے ہیں۔ ہمارا قبلۂ اوّل ابھی تک پنجۂ یہود میں ہے۔ اسلامی دنیا میں ترکی کی اہمیت کئی حوالوں سے مسلّم ہے' اس لیے اسلام اور جمہوریت دشمن قوتوں کو ترکی کا یہ جمہوری اور فلاحی ارتقاء کسی صورت پسندیدہ نہیں۔ ترکی کے پاکستان اور سعودی عرب کے ساتھ گہرے تعلقات ہیں۔ سعودی عرب کے خادم الحرمین الشریفین الملک سلمان بن عبدالعزیز حفظہ اللہ کی قیادت میں بننے والے ۳۴ ممالک کے اتحاد میں پاکستان کی طرح ترکی بھی سعودی عرب کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑا ہے۔ کشمیر کے مسئلہ میں ترکی بھی پاکستان کے موقف کا پوری طرح حامی ہے۔

پاکستان ایک اسلامی' جمہوری اور فلاحی مملکت ہے جو اسلام کے نام پر جمہوریت کے ذریعے معرض وجود میں آئی۔ اس طرح مملکت کے لیے اسلام اور جمہوریت لازم وملزوم ہیں۔ اسلام دراصل جمہوری دین ہے۔ جمہوریت' آزادی رائے' حکمرانوں کو ٹوکنے' برائیوں کو روکنے اور حق کو سرعام کہنے کا نام ہے۔ اگر جمہوریت نہ ہو تو آمریت میں حق کی آواز بلند نہیں ہو سکتی۔ جمہوریت میں کھل کر بات کی جا سکتی ہے۔ جمہوریت جبر واکراہ کے خاتمے کا نام ہے۔ بدقسمتی سے ہمارا ملک مختلف ادوار میں ۳۳ سال فوجی آمروں کے نرغے میں رہا۔ سب سے پہلے جنرل (ر) ایوب خاں نے ۱۹۵۸ء میں مارشل لاء کے ذریعے سیاسی حکومت کو ختم کر کے فوجی حکومت قائم کر لی اور دس سال تک سیاہ وسفید کا مالک بنا رہا۔ جب اس کے خلاف لوگ سڑکوں پر آ گئے تو ملک کی باگ ڈور جنرل (ر) یحییٰ خاں کے سپرد کر دی جس نے الیکشن تو کروا دیا مگر اکثریتی پارٹی کو اقتدار نہ دیا اور ''مشرقی پاکستان'' میں ملٹری ایکشن کر دیا جس سے ملک دولخت ہو کر رہ گیا۔ ''مشرقی پاکستان'' نے بنگلہ دیش کی صورت اختیار کر لی اور مجیب الرحمٰن شیخ نے اقتدار سنبھالا اور مغربی پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو کی پارٹی نے حکومت قائم کی۔ ۱۹۷۷ء میں جنرل (ر) ضیاء الحق نے سیاسی حکومت ختم کر کے مارشل لاء لگا دیا اور تین ماہ میں الیکشن کروانے کا وعدہ کیا مگر وہ تین ماہ بھی گیارہ سال تک پھیل گئے۔ پھر میاں نواز شریف کے دوسرے دور وزارت میں جنرل (ر) پرویز مشرف نے

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ جناب پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی

اس شمارہ میں

درس قرآن وحدیث	1
اداریہ	2
احکام ومسائل	4
مستحکم معاشرے کی بنیادیں ..... (خطبہ حرم)	6
محبت اور قربانی ..... یا سزا اور انتقام؟	9
خلافت عثمانیہ سے موجودہ ترکی تک کا سفر	13
والدین کی اطاعت	16
امت مسلمہ ..... فکری اتحاد اور وقت کے تقاضے	18
یادِ رفتگان ..... (مولانا محمد ابراہیم شاہ)	19
جمعیۃ اساتذہ پاکستان کا اجلاس ..... رپورٹ	21
اخبار الجماعہ	23

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ ہفت روزہ ''اہل حدیث'' چوک اہل حدیث (المعروف بتی چوک) 106 راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
E-mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

سالانہ زرتعاون بھیجنے کے لیے
(۱)۔ میزان بینک برانچ کوڈ: 0211 اکاؤنٹ نمبر: 0100270239
(۲)۔ یو بی ایل U.B.L اکاؤنٹ نمبر: 0321-4332168

بدل اشتراک

سالانہ	600/- روپے
ششماہی	350/- روپے
بذریعہ وی پی	650/- روپے
بیرونی ممالک سے	6000/- روپے
فی پرچہ	20/- روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ''کلسٹر پرنٹ ان'' شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

آرمی کے ذریعے اقتدار پر قبضہ کرلیا۔ میاں صاحب کو جلاوطن کر دیا۔ مشرف بھی دس سال تک کرسی سے چمٹا رہا اور بڑی مشکل سے ملک کو اس سے نجات ملی۔ خدا کرے اب میاں نواز شریف کا دور ''دھرنوں'' سے محفوظ رہے' ترقی واستحکام کا سفر جاری رہے اور لوگوں کی مشکلات بھی آسانیوں میں بدل جائیں۔ اس کے لیے ملک میں اتحاد ویکجہتی کی فضا پیدا کرنا ضروری ہے۔ ترکی کے عوام نے بڑی قربانیوں سے یہ مقام حاصل کیا ہے۔ امیر محترم جناب سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ مجلس عاملہ کے اجلاس میں ترکی کی صورت حال پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور بغاوت کو ناکام بنانے پر ترک عوام اور ان کے محبوب قائد اردگان کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

مرکزی جمعیت اہلحدیث دفاع حرمین کے لیے ملک گیر تحریک چلائے گی۔ مجلس عاملہ کا فیصلہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس مؤرخہ ۱۷ جولائی ۲۰۱۶ء کو مرکز اہل حدیث ۱۰۶ راوی روڈ لاہور میں امیر محترم جناب پروفیسر ساجد میر کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ کارروائی کا آغاز جناب قاری صہیب احمد میر محمدی کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب نے اپنے ابتدائی کلمات میں ارکان عاملہ کو جماعت اور اپنی طرف سے خوش آمدید کہا۔ مجلس عاملہ کے سابقہ اجلاس کی کارروائی ڈاکٹر عبدالغفور راشد نے پیش کی اور ہاؤس نے اس کی توثیق کی۔ ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے تنظیمی امور کے حوالے سے کہا کہ جماعتی' تنظیمی امور' جماعت کی کارکردگی بہت اچھی رہی۔ فیصل آباد میں بیداریٔ ملت کانفرنس بیحد کامیاب رہی۔ تمام احباب شریک تھے اور سب کی کوششیں شامل رہیں۔ امیر محترم نے اپنی گفتگو میں فرمایا کہ فیصل آباد کی ڈویژنل کانفرنس' بہت بڑی کانفرنس تھی جس کے بہت سے مثبت پہلو تھے۔ مجلس عاملہ کے اجلاس کے بعد آپ نے میڈیا کو تفصیلی بریفنگ دی جو درج ذیل ہے:

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں ملک گیر دفاع حرمین تحریک چلانے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور پاک فوج کے دستے سعودی عرب بھیجنے کا مطالبہ بھی کیا ہے۔ سعودی عرب، پاکستان اور ترکی طاغوت کی آنکھوں میں کھٹکتے ہیں۔ ترکی میں ناکام بغاوت دنیا بھر کے طالع آزماؤں کے لیے باعث عبرت ہے۔ بغاوت ناکام بنانے پر ہم طیب اردگان اور ترک عوام کی جرأت وبہادری کو سلام پیش کرتے ہیں۔ کشمیریوں پر مظالم کی بندش اور انہیں حق خودارادیت ملنے تک پاکستان کو ہر سطح پر بھارت کا بائیکاٹ کرنا چاہیے۔ اقوام متحدہ کشمیریوں کی نسل کشی روکنے میں ناکام ہوگیا ہے۔ کشمیریوں کی قربانیاں رنگ لائیں گی۔ پاکستان سفارتی اور سیاسی محاذ پر کشمیر کا مقدمہ دنیا بھر کے فورمز پر اٹھائے اور کشمیر پالیسی کو نئے خطوط پر وضع کیا جائے تاکہ کشمیری جو تکمیل پاکستان کی جنگ لڑ رہے ہیں انہیں پیغام جائے کہ پاکستان انکی پشت پر کھڑا ہے۔ اسلامی ممالک کو مسلم اقوام متحدہ تشکیل دے کر دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے میدان میں آنا ہوگا۔ ان خیالات کا اظہار مرکزی امیر سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے پارٹی کی مجلس عاملہ کے اجلاس کے بعد میڈیا کو بریفنگ دیتے ہوئے کیا۔ قبل ازیں اجلاس میں سعودی عرب میں دہشت گردی کے واقعات' کشمیریوں پر بھارتی مظالم' ترکی میں مارشل لاء لگانے کی حرکت اور ڈاکٹر ذاکر نائیک کے خلاف بھارتی اور بنگلادیشی اقدامات کے خلاف متفقہ طور پر قراردادیں منظور کی گئیں۔ پروفیسر ساجد میر نے بتایا کہ اجلاس نے ملک گیر دفاع حرمین شریفین تحریک چلانے کا فیصلہ کیا ہے جسکے تحت مختلف شہروں میں سیمینارز اور ریلیاں منعقد کی جائیں گی۔ ایک سوال کے جواب میں ان کا کہنا تھا کہ سعودی عرب، پاکستان اور ترکی کے خلاف اسلام دشمن طاقتیں گھیرا ڈالنے کی کوشش کررہی ہیں۔ ایک منظم سازش کے تحت سنی ریاستوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ اسکے لیے داعش سے کام لیا جارہا ہے جو کسی صورت بھی اسلام اور مسلمانوں کی خیرخواہ نہیں ہے۔ خودکش حملے شریعت اسلامیہ میں حرام ہیں۔ داعش صیہونی اور اسلام دشمنوں کی آلہ کار تنظیم ہے۔ انہوں نے کہا کہ سعودی عرب کو عدم استحکام سے دوچار کرنا عالم اسلام کو کمزور کرنے کے مترادف ہے۔ اسکا دفاع ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اس لیے پاکستان کو اپنی فوج حرمین شریفین کی حفاظت کے لیے ہر وقت تیار رکھنا چاہیے۔ سعودی عرب کے پاکستان پر بے پناہ احسانات ہیں۔ مشکل کی گھڑی میں ہمیں سعودی عرب کا بھرپور ساتھ دینا چاہیے۔ پروفیسر ساجد میر نے کشمیر کے حوالے سے کہا کہ کشمیری تکمیل پاکستان کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ انکی جنگ محض زمین کے ٹکڑے کے لیے نہیں بلکہ ایک نظریہ کے لیے ہے۔ ہم انہیں کسی صورت تنہا نہیں چھوڑ سکتے۔

بھارتی فوج کی حالیہ دہشت گردی کشمیر کی تحریک آزادی کی بدترین کارروائی ہے جس میں ۵۰ کے قریب کشمیری شہید ہوچکے ہیں جبکہ سینکڑوں زخمی اور بینائی سے محروم کردیے گئے ہیں۔ پروفیسر ساجد میر نے بتایا کہ اجلاس میں ترکی کی صورتحال پر تشویش کا اظہار کیا گیا اور بغاوت ناکام بنانے پر ترک عوام اور انکے محبوب قائد رجب طیب اردوان کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ ساجد میر نے کہا کہ اردوان اسلامی معاشرت کو فروغ دینے کی سوچ کے باعث مسلم دنیا میں بھی عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور انہیں مسلم امہ میں رول ماڈل کا درجہ مل چکا ہے۔ انکی ذات ہی کے ناطے پاک ترک دوستی بھی مستحکم ہوئی ہے اور اس وقت دونوں ممالک باہمی تعاون کے کئی معاہدوں میں بندھے ہوئے ہیں جو اردوان حکومت پر پاکستان کے اعتماد کا مظہر ہے۔ ترک عوام کے اس جذبے نے ان تمام عناصر کو بھی ٹھوس پیغام دیا ہے جن کے ذہنوں میں منتخب جمہوری حکومتوں کا بندوق کے زور پر تختہ الٹانے کا خناس پرورش پا رہا ہوتا ہے۔ ہمارے حکمران بھی اس رول ماڈل کی پیروی کرتے ہوئے اپنی گورننس پر عوام کا اعتماد قائم کرینگے تو یہاں بھی عوام جمہوریت کے سب سے بڑے محافظ نظر آئینگے۔ اجلاس میں مرکزی ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم، خازن حاجی عبدالرزاق، نائب امیر مولانا علی محمد ابوتراب' مولانا نعیم بٹ، قاری محمد حنیف ربانی، پروفیسر سعید کلیروی، قاری صہیب میر محمدی، سید عتیق الرحمٰن شاہ، حافظ عبدالحمید عامر، مولانا عبدالرشید حجازی، ڈاکٹر ذاکر شاہ، قاضی ریاض قدیر، حافظ فیصل افضل شیخ، پروفیسر نجیب اللہ طارق، مولانا ارشاد الحق اثری، مولانا علی محمد ابوتراب، میاں محمود عباس، حافظ عبدالباسط شیخوپوری، ڈاکٹر عبدالغفور راشد' پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی' حافظ محمد عثمان شاکر' ملک محمد سلیمان' مفتی محمد یوسف قصوری' حافظ مسعود اظہر' رانا نصر اللہ خاں' مولانا محمد یٰسین راہی' مولانا طارق محمود یزدانی' مولانا عرفان اللہ ثنائی' حافظ ندیم احمد' شیخ پروفیسر عتیق الرحمٰن' حافظ مقصود احمد' حافظ عبدالغفار (لاہور)' مولانا عنایت اللہ رحمانی ودیگر ارکان نے شرکت کی۔ اجلاس میں بتایا گیا کہ پیغام ٹی وی کے مالی معاملات پہلے مولانا مبشر احمد صاحب کے سپرد تھے' بوجہ علالت اب مولانا قاری صہیب احمد میر محمدی کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ دعائے خیر پر اجلاس برخواست ہوا۔ **(نوٹ: اجلاس کی تفصیلی روداد کا انتظار فرمائیں)** رپورٹ: میڈیا سیل

احکام و مسائل

جناب مولانا حافظ ابو محمد عبدالستار الحماد حفظہ اللہ
مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: Mob.: 0300-4178626 - 065-2663317
ای میل: Email: hammad3316@yahoo.com

نماز اشراق اور اس کی فضیلت

سوال ہمارے والد محترم کا معمول تھا کہ وہ نماز فجر پڑھ کر مسجد میں ہی رہتے' اللہ کا ذکر کرتے' پھر نماز اشراق پڑھ کر گھر واپس آتے اور فرماتے کہ اس عمل سے حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ سند کے اعتبار سے یہ حدیث کمزور ہے۔ وضاحت فرمائیں۔

جواب نماز اشراق کی اہمیت اور اس کی فضیلت سے تو انکار ممکن نہیں جیسا کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''صبح ہوتی ہے تو تمہارے ہر ایک کے انگ انگ پر صدقہ لازم ہو گیا ہوتا ہے اور ہر روز ایسے ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کی ہر نماز' روزہ' حج' تسبیح' تکبیر اور تحمید صدقہ ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعمال صالحہ شمار کرنے کے بعد فرمایا: ''تمہیں ان سب سے اشراق کی دو رکعت کفایت کرتی ہیں۔'' (مسلم' صلوٰۃ المسافرین: ۷۲۰)

اس کے مزید اجر وثواب کے متعلق مختلف احادیث مروی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص نماز فجر باجماعت ادا کرتا ہے' پھر مسجد میں طلوع آفتاب تک بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے' بعد ازیں اس نے دو رکعت ادا کیں تو اس کے لیے حج اور عمرے کی مانند ثواب ہے۔'' (ترمذی' ابواب الصلوٰۃ: ۵۸۶)

امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن غریب قرار دیا ہے' اگرچہ اس کی سند میں ابوظلال نامی راوی ہے جس کے متعلق محدثین نے کلام کیا ہے لیکن امام ترمذیؒ نے خود ہی اس راوی کے متعلق فرمایا ہے: ''میں نے اس کے متعلق امام بخاریؒ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ھو مقارب الحدیث''۔

محدثین کے ہاں یہ اصطلاح ایسے راوی کے قبول ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے' اس حدیث کے متعدد شواہد ہیں جس کی بناء پر اسے قابل عمر قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت اسی فضیلت کے ساتھ مروی ہے' حافظ منذریؒ نے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے۔ امام العصر علامہ البانیؒ نے اس حدیث کو قابل عمل قرار دیا ہے۔ (صحیح الجامع' حدیث نمبر ۶۳۴۶)

بہر حال اشراق کی مذکورہ فضیلت احادیث سے ثابت ہے' اسے ضعیف قرار دینا منہ زوری ہے۔ واللہ اعلم!

ریشم کا استعمال

سوال ہمارے ہاں تقریبات میں مرد حضرات ریشمی لباس پہنتے ہیں' اس کے متعلق وضاحت درکار ہے' کیا کتاب وسنت میں اسے پہننے کی اجازت ہے؟

جواب بلاشبہ ریشم کا استعمال مردوں کے لیے حرام اور عورتوں کے لیے جائز ہے۔ کیونکہ مردوں کی مردانگی کے خلاف ہے کہ وہ عورتوں جیسی نرم ونازک زینت استعمال کریں۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی صراحت فرمائی ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے: ''سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لیے حلال کیا گیا ہے جبکہ مردوں پر حرام ہے۔'' (نسائی' الزینۃ: ۵۱۵۱)

جو انسان یعنی مرد حضرات دنیا میں اسے استعمال کریں گے انہیں آخرت میں اس سے محروم کر دیا جائے گا۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں اس سے محروم ہوگا۔'' (بخاری' اللباس: ۵۸۳۲)

ایک روایت میں ہے کہ جو لوگ اسے دنیا میں استعمال کرتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ (بخاری' اللباس: ۵۸۳۵)

ریشمی گدے استعمال کرنے کی بھی ممانعت ہے' احادیث میں اس کی بھی صراحت ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔ (اللباس: ۵۸۳۷)

البتہ کسی دوسرے کپڑے پر ٹکڑوں کی شکل میں جائز ہے۔ چنانچہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹکڑوں کی شکل میں اسے استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ (نسائی' الزینۃ: ۵۱۵۲)

اس کی وضاحت دوسری احادیث میں ہے کہ دو تین انگلی کے برابر استعمال کی اجازت ہے۔ (بخاری' اللباس: ۵۸۲۹)

یعنی قلیل مقدار میں ریشم کی لائنیں یا چھوٹی چھوٹی پٹیاں ہوں تو جائز ہے' اسی طرح خارش وغیرہ کی وجہ سے اسے مرد حضرات پہن سکتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو اجازت دی تھی۔ (بخاری' اللباس: ۵۸۳۹)

ان احادیث کے پیش نظر مرد حضرات کو تقریبات میں یا اس کے علاوہ ریشم پہننے کی اجازت نہیں ہے البتہ ریشمی کپڑا تحفہ کی صورت میں مردوں کو دیا جا سکتا ہے تاکہ اسے فروخت کر کے اس کی قیمت کو اپنے استعمال میں لائیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ریشمی قبا عنایت فرمائی تھی۔ (مسلم' اللباس: ۵۴۱۹)

یا اپنی عورتوں کو اسے پہننے کے لیے دے دے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ایک ریشمی جوڑا دیتے ہوئے فرمایا تھا: ''میں نے تمہیں یہ جوڑا اس لیے دیا ہے کہ اسے پھاڑ کر خواتین کی اوڑھنیاں بنالو۔'' (بخاری' الہبہ: ۲۶۱۴)

بہرحال مرد حضرات کو ریشمی لباس پہننے سے گریز کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم!

خارش کا دم اور علاج

سوال مجھے بہت پرانی خارش ہے' جسم پر سیاہ دھبے پڑ چکے ہیں' میں اس سے بہت تنگ ہوں' علاج معالجہ بہت کیا ہے لیکن آرام نہیں آتا' اس سلسلہ میں میری رہنمائی کریں کوئی دم وغیرہ تجویز کریں یا کوئی نسخہ بتائیں تاکہ مجھے اس موذی مرض سے نجات مل جائے۔

جواب ہمارا یہ کالم دینی مسائل کے لیے ہے' علاج معالجہ کے لیے کسی مستند حکیم یا تجربہ کار ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہیے' تاہم درج ذیل دعائیں' احتیاطی تدابیر اور علاج سے خارش جیسے موذی مرض سے چھٹکارا ممکن ہے' ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سائل کو شفا کاملہ وعاجلہ عنایت فرمائے۔

- سیدنا عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ میں نے جب سے اسلام قبول کیا ہے جسم میں ایک درد سا محسوس کرتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ درد کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ بسم اللہ پڑھیں اور سات مرتبہ یہ دعا کریں: [أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ] (مسلم' السلام: ۲۲۰۲) یہ عمل کرنے سے ان کا درد ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔
- صبح وشام درج ذیل وظیفہ پڑھنے سے بھی ہر قسم کی تکلیف سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے: [بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ] (مسلم' الذکر والدعاء: ۲۷۰۹)
- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کسی کو زخم لگتا یا پھنسی پھوڑا نکل آتا تو آپ ﷺ شہادت کی انگلی پر لعاب دھن لگاتے اور اسے زمین پر رکھ کر درج ذیل دعا پڑھتے: [بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِإِذْنِ اللّٰهِ] (صحیح بخاری' الطب: ۵۷۴۶) پھر اس انگلی کو زخم یا پھوڑے پر لگاتے' سائل خود بھی یہ عمل کر سکتا ہے۔
- احتیاطی تدابیر یہ ہیں کہ موٹے اور کھردرے کپڑے کے استعمال سے اجتناب کیا جائے' نرم دھاگے میں بنا ہوا کوئی لباس استعمال کیا جائے جیسا کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو خارش کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ریشم کا لباس پہننے کا مشورہ دیا تھا۔ (بخاری' اللباس: ۵۸۳۹)
- نیم کے پتوں کو پانی میں جوش دے کر ڈیٹول کے صابن سے روزانہ غسل کیا جائے امید ہے کہ جلدی امراض میں اس سے افاقہ ہو گا۔

درج ذیل نسخوں کو استعمال کیا جائے اور مستقل مزاجی کے ساتھ انہیں استعمال کیا جائے:

- مہندی کے خشک پتوں کو باریک پیس کر گھی میں ملائیں اور خارش زدہ مقام پر اسے لگائیں۔
- سرسوں کو باریک پیس کر' اسے سرکہ میں حل کریں پھر اس امیزہ کو ماؤف جگہ پر لگانے سے افاقہ ہو گا۔
- کینسر کے پتے ایک چھٹانک لیں اور ایک پاؤ سرسوں کے تیل میں انہیں جلائیں' روزانہ اس تیل کی مالش کریں ہر قسم کی خارش کے لیے مفید ہے۔
- لیموں کا پانی ایک تولہ' عرق گلاب دو تولہ اور روغن چنبیلی تین تولہ' ان تینوں کو اچھی طرح حل کریں اور مالش کریں۔
- چولہے کی مٹی اور دیسی اجوائن ہم وزن لیں اور انہیں باریک کر کے یک جان کریں' پھر اسے ترش دہی میں ملائیں اور جسم پر لگائیں۔

اس کے علاوہ بازار سے خارش کے لیے مختلف لوشن بھی دستیاب ہیں' کسی ڈاکٹر سے مشورہ کر کے انہیں استعمال کرنے سے بھی فائدہ ہو گا۔ ان شاء اللہ!

مستحکم معاشرے کی بنیادیں

امام مسجد نبوی
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالباری الثبیتی حفظہ اللہ

مترجم —— جناب ہاشم یزمانی/ جناب عبدالقیوم عبدالستار
نظرثانی —— جناب حافظ یوسف سراج
تاریخ —— 10 شوال 1437ھ/15 جولائی 2016ء

حمد وثناء کے بعد:

میں تمہیں اور اپنے آپ کو تقویٰ الٰہی اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ ﴾ (الغافر)

''وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو جائے قرار بنایا اور اوپر آسمان کا گنبد بنا دیا جس نے تمہاری صورت بنائی اور بڑی ہی عمدہ بنائی جس نے تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا۔ وہی اللہ (جس کے یہ کام ہیں) تمہارا رب ہے بے حساب برکتوں والا ہے وہ کائنات کا رب۔''

یعنی اللہ رب العزت نے زمین کو تمہارے لیے ٹھکانہ بنایا ہے تاکہ تم اس میں زندگی بسر کر سکو، اس میں تصرفات کرو، اس میں گھوم پھر سکو۔

انسانی حیات کے تمام گوشے امن و امان سے وابستہ ہیں۔ امن وسلامتی کے بغیر انسانی زندگی کبھی ٹھیک طریقے سے نہیں گزر سکتی۔ امن و امان ایک بہت بڑا مقصد ہے، بڑی اہم ضرورت ہے۔ امن وامان ہر انسان کیلئے نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر انسان خوشگوار زندگی سے محروم رہتا ہے۔ امن وامان کے بغیر زندگی کی خوش بختی جاتی رہتی ہے، کرۂ ارض کی ترقی امن و استحکام کے سائے تلے ہے اور یہی سب سے بڑا مقصد ہے۔ یہ سب سے بڑی رب کی عطاء ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاَزَلَّهُمَا الشَّیْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِیْهِ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ ۝ ﴾ (البقرۃ)

''اور انہیں اُس حالت سے نکلوا کر چھوڑا، جس میں وہ تھے ہم نے حکم دیا کہ، اب تم سب یہاں سے اتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہیں ایک خاص وقت تک زمین ٹھہرنا اور وہیں گزر بسر کرنا ہے۔''

تمام تر دنیاوی نعمتیں، دنیوی ساز وسامان کا میسر ہونا اور اس سے مکمل سعادت سمیٹنا، امن واستحکام کے تقاضوں کو پایہ تکمیل تک پہنچائے بغیر ناممکن ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے اہل وعیال میں پر امن ہو، اور اسے جسمانی عافیت بھی نصیب ہوئی ہے تو گویا دنیا کی تمام نعمتیں اس کے دامن میں سمیٹ دی گئی ہیں۔

ایک مومن کیلئے حکم خداوندی ہے کہ وہ زمین میں امن وامان اور سلامتی کی کوشش میں لگا رہے۔

امن وامان ہر انسان کیلئے نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر انسان خوشگوار زندگی سے محروم رہتا ہے۔ امن وامان کے بغیر زندگی کی خوش بختی جاتی رہتی ہے، کرۂ ارض کی ترقی امن واستحکام کے سائے تلے ہے اور یہی سب سے بڑا مقصد ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْۤ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا ﴾ (النسآء: 97)

''جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے اُن کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین میں کمزور ومجبور تھے، فرشتوں نے کہا: کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟''

امن و استحکام کی بہت قدرومنزلت ہے۔ انتہائی اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کو ملنے والے اعزاز اور نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یَوْمَىِٕذٍ خَیْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّ اَحْسَنُ مَقِیْلًا ۝ ﴾ (الفرقان)

''بس وہی لوگ جو جنت کے مستحق ہیں اُس دن اچھی جگہ ٹھہریں گے اور دوپہر گزارنے کو عمدہ مقام پائیں گے۔''

اور فرمایا:

﴿ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ۝ ﴾

''وہ ہمیشہ ہمیشہ وہاں رہیں گے کیا ہی اچھا ہے وہ مستقر اور وہ مقام۔'' (الفرقان)

زمین میں امن واستحکام کے بعد اس میں فساد برپا کرنے پر رب تعالیٰ نے شدید وعید فرمادی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

انسانوں میں کوئی تو ایسا ہے جس کی باتیں دنیا کی زندگی میں تمہیں بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں، اور اپنی نیک نیتی پر وہ بار بار خدا کو گواہ ٹھہراتا ہے، مگر حقیقت میں وہ بدترین دشمن حق ہوتا ہے جب اُسے اقتدار حاصل ہو جاتا ہے تو زمین میں اُس کی ساری دوڑ دھوپ اس لیے ہوتی ہے کہ فساد پھیلائے، کھیتوں کو غارت کرے اور نسل انسانی کو تباہ کرے حالاں کہ اللہ (جسے وہ گواہ بنا رہا تھا) فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو تو اپنے وقار کا خیال اُس کو گناہ پر جما دیتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے تو بس جہنم ہی کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔'' (البقرۃ)

جو کوئی بھی امن و استحکام کے معنی تبدیل کر کے انہیں توڑ مروڑ کے قتل و غارت اور بدامنی پھیلائے اور وہ یہ کہتا رہے کہ میں حق پر ہوں، درحقیقت وہ بہت بڑا فسادی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْۤا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ ﴾ (البقرۃ)

''جب کبھی ان سے کہا گیا کہ زمین پر فساد برپا نہ کرو تو انہوں نے یہی کہا کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔''

دین اسلام کے منہج ربانی سے ہمیشہ امن وامان کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔ یہی دین امن و استحکام منبع و مصدر ہے، اسی سے انفرادی واجتماعی امن حاصل کیا جاتا ہے اور یہی دین ہے جو شدت پسندی، تعصب اور اضطراب کی کیفیات کی مکمل نفی کرتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ۭ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝﴾ (الأنعام)

''پس (یہ حقیقت ہے کہ) جسے اللہ ہدایت بخشنے کا ارادہ کرتا ہے اُس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہی میں ڈالنے کا ارادہ کرتا ہے اُس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے اور ایسا بھینچتا ہے کہ (اسلام کا تصور کرتے ہی) اُسے یوں معلوم ہونے لگتا ہے کہ گویا اس کی روح آسمان کی طرف پرواز کر رہی ہے۔''

دین اسلام کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں چھپے قیمتی خزانے اور بیش بہا معدنیات انسان کے قبضہ میں اس لیے دی ہیں تاکہ ان کی بدولت امن و سلامتی کا حصول ممکن ہو سکے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ۭ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝﴾

''وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو تابع کر رکھا ہے، چلو اُس کی چھاتی پر اور کھاؤ خدا کا رزق، اُسی کے حضور تمہیں دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے۔'' (الملک)

مسلمان کو مکلف بنانے والے واجبات اور شریعت محمدی انسانی زندگی میں امن وامان کو رائج کرنے کیلئے آئے ہیں کیونکہ شریعت میں جتنے بھی واجبات ہیں ان تمام کا مقصد مخلوق کی حفاظت ہے اور دین و دنیا کی بہتری کیلئے ان مقاصد کو پورا کرنا ضروری ہے۔

اگر یہ واجبات انسانی زندگی سے نکال دیئے جائیں، تو دنیوی امور ٹھیک راہ پر نہیں چل سکتے بلکہ زندگی میں فساد، قتل و غارت گری اور شدت پسندی داخل ہو جاتی ہے۔

جن معاشروں نے ترقی کی ہے انہوں نے امن واستحکام کو بنیادی حیثیت دی ہے۔ رسولِ خدا ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے اسی اصول کا اظہار فرمایا اور امن و استحکام پر مبنی محبت و سلامتی کا اظہار یوں فرمایا:

''سلام کو عام کرو، لوگوں کو کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو اور رات کو نماز کا اہتمام کرو جب لوگ سوئے ہوتے ہیں تو رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

اسلام نے امن واستحکام کا ایسا طریقہ متعارف کروایا ہے جس کی بنیاد بھائی چارے پر ہے، سختی اور شدت کو ترک کر دینے میں ہے اور باہمی تعاون کی پختگی پر ہے، اس طریقے کی بدولت مدینہ منورہ کا معاشرہ باہمی تعاون اور امن و استحکام میں مثالی معاشرہ تھا۔

اسلام نے امن واستحکام کا ایسا طریقہ متعارف کروایا ہے جس کی بنیاد بھائی چارے پر ہے، سختی اور شدت کو ترک کر دینے میں ہے اور باہمی تعاون کی پختگی پر ہے، اس طریقے کی بدولت مدینہ منورہ کا معاشرہ باہمی تعاون اور امن و استحکام میں مثالی معاشرہ تھا۔

ہر باخبر آدمی جانتا ہے کہ جن معاشروں سے امن وامان ختم ہو گیا ہے۔ انہیں روزانہ پر تشدد اور تعصب سے بھرپور واقعات دیکھنے کو ملتے ہیں۔

امن وامان اور استحکام کے خاتمے کیوجہ سے لوگوں کے مال اور عزتیں غیر محفوظ ہو کر رہ گئی ہیں۔ امن واستحکام کی قیمت وہی سمجھ سکتا ہے جسے بدامنی کا سامنا ہو۔ جسے بد امنی کی وجہ سے وطن چھوڑنا پڑا، اہل وعیال سے جدا ہونا پڑا، جسے بھوک جیسی ذلت برداشت کرنی پڑی ہو۔

یا پھر اس نعمت کو وہی سمجھ سکتا ہے، جس کے وطن میں اندھی قتل و غارت گری پھیل چکی ہو، جس علاقے کی مٹی خون آلود ہو چکی ہو، جس مٹی پر لاشوں اور زخمیوں کے ڈھیر لگ چکے ہوں اور ڈاکہ زنی عام ہو چکی ہو۔

ہمیں یہ اندازہ کر لینا چاہیے کہ جان و مال اور گھروں میں امن وامان اور سلامتی زمین پر جنت کے مترادف ہے۔ جو اللہ نے مومنوں کو دنیا میں عطا کر دی ہے۔

جن قوموں کو یہ نعمت مل چکی ہے ان پر اللہ کی یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝﴾ (قریش)

''لہٰذا اُن کو چاہیے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے اُنہیں بھوک سے بچا کر کھانے کو دیا اور خوف سے بچا کر امن عطا کیا۔''

صاحبِ عقل سمجھتا ہے کہ اقتصادی ترقی، ترقی یافتہ معاشرے کی بنیاد اور اس میں آبادکاری امن واستحکام سے ممکن ہے۔

امن وامان کے منافی اور اس کے ستونوں کو کمزور کرنیوالے امور میں جھوٹی اور حقیقت کے خلاف خبروں کا انتشار اور ان خبروں کا آزادانہ پھیلاؤ بھی ہے اور پھر بغیر سوچے و سمجھے ان خبروں کو حقیقت مان لینا۔ اس سے فتنے پھیلتے ہیں اور اختلافات وتفرقہ بازی بڑھتی ہے۔

اسی طرح رابطے کے جدید ذرائع کا استعمال بنیادی اور مرکزی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ سوشل میڈیا کے غلط استعمال سے تربیت انسانی کا بگاڑ واضح طور پر نمایاں ہو رہا ہے۔ اس سے بڑے لوگوں کے عقائد خراب ہو رہے ہیں۔ بڑی معاشرتی قدروں کا جنازہ نکل رہا ہے اور نوجوانوں کو اس نے یرغمال بنا چھوڑا ہے۔ اس تناظر میں دیکھیں تو امن و استحکام کی تباہی میں سب سے بڑا کردار سوشل میڈیا ہی ادا کر رہا ہے۔ معاشی بنیادوں کی تباہی کا مرکزی سبب یہ بھی ہے کہ لوگوں نے حرام مال کو ترنوالہ گردانا اور سودی لین دین کو اپنی عادت بنا لیا، جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝﴾ (البقرة)

''اللہ سود کو ختم کرتا ہے اور صدقات کو نشوونما دیتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے بدعمل انسان کو پسند نہیں کرتا۔''

نعمتیں کھا کر سرکشی کرنے، شکر نہ کرنے اور فضول خرچ یا بخیل بننے سے بھی معاشرتی استحکام تہ و بالا ہو جاتا

حسن اخلاق کے بغیر جسم بے جان کی مانند ہے۔ محمد بن سعد الدوسری

ایک مسلمان کیلئے حسن اخلاق بہت ضروری ہے اور اخلاق کے بغیر انسان جسم بے جان کی مانند ہے۔ ان خیالات کا اظہار مدیر مکتب الدعوۃ اسلام آباد الشیخ محمد بن سعد الدوسری نے گذشتہ روز مرکز اہلحدیث G-6 میں بعد نماز عصر درس قرآن و حدیث ارشاد فرماتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ زندگی کے ہر شعبے میں کامیابی کیلئے حسن اخلاق کا بڑا دخل ہے، اخلاق اور دین کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ ہمارے نبی نے اپنے صحابہ کو جب تبلیغ کیلئے بھیجا تو ان کو یہ وصیت کی تھی کہ لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا اور پھر صحابہ کرام کی نرمی، سچائی، امانت و دیانت، شرم و حیاء اور حسن اخلاق کو دیکھ کر ہی اسلام دنیا کے کونے کونے تک پہنچا اور لوگ جوق در جوق مسلمان ہوتے گئے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ اہل ایمان میں سے سب سے زیادہ کامل ایمان اس شخص کا ہے جسکے اخلاق سب سے اچھے ہیں اور جو اپنے گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک میں اچھے اخلاق والا ہو۔ اس لیے ہمیں بھی اپنے معاشرے کے اندر ہر کردار میں سب سے پہلے اپنے گھر والوں خصوصاً والدین کے ساتھ حسن اخلاق کو بہتر بنانا ہوگا۔ جو چیزیں کل قیامت والے دن میزان عمل میں تولی جائیں گی ان میں اچھے اخلاق والے شخص کے زیادہ وزن ہوں گے۔ کیونکہ اچھے اخلاق گناہوں کو یوں پگھلا دیتے ہیں جیسے پانی برف کو پگھلا دیتا ہے اور برے اخلاق اعمال کو اس طرح خراب کر دیتے ہیں جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ آخر میں محمد بن سعد الدوسری نے اعتکاف میں بیٹھے معتکفین کو مبارکباد دی کہ وہ دنیاوی امور چھوڑ کر صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے بیٹھے ہیں۔

ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۭ وَ كُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝﴾ (القصص)

''اور کتنی ہی ایسی بستیاں ہم تباہ کر چکے ہیں جن کے لوگ اپنی معیشت پر اترا گئے تھے۔ سو دیکھ لو، وہ ان کے مسکن پڑے ہوئے ہیں جن میں ان کے بعد کم ہی کوئی بسا ہے، آخر کار ہم ہی وارث ہو کر رہے۔''

ہمارے اردگرد کے حالات و واقعات سے ہمیں یہی درس ملتا ہے کہ معاشرتی امن و امان پر کسی صورت سودے بازی نہیں کی جاسکتی اور قیامِ امن کی خاطر ہر فتنہ پرور اور دہشت گرد کے ہاتھ کاٹنا شرعی ضرورت اور قومی تقاضا ہے۔ استحکام و قیامِ امن کے لیے ضروری ہے کہ معاشرہ کے افراد اپنا ایمان مضبوط کریں۔ کتاب وسنت پر عمل کریں، اتفاق و اتحاد کی اکائیوں کو مضبوط کریں اور اختلاف و انتشار پیدا کرنے والے اعمال سے خود کو دور رکھیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَ سَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝﴾ (النساء)

''مگر جو شخص رسول کی مخالفت پر کمر بستہ ہو اور اہل ایمان کی روش کے سوا کسی اور روش پر چلے، حالانکہ اس پر راہ راست واضح ہو چکی ہو، تو اُس کو ہم اُسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین جائے قرار ہے۔''

معاشرہ میں استحکام کیلئے شرعی علم کی نشر واشاعت بھی نہایت ضروری ہے، کیونکہ اسی سے اندھیرے ختم ہوتے ہیں۔ دکھوں سے خلاصی ملتی ہے، تعمیر و ترقی کی راہیں کھلتی ہیں اور انسانی فکر افراط وتفریط سے محفوظ رہتی ہے۔ انسانوں کی خوش بختی اور قوموں کی خوشحالی کی بنیاد علم ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝﴾ (الزمر)

''ان سے پوچھو کہ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں کبھی یکساں ہو سکتے ہیں؟ نصیحت تو عقل رکھنے والے ہی قبول کرتے ہیں۔''

ذکر اور شکر کرتے رہیں تو اللہ تعالیٰ استحکام کو دوام نصیب فرماتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝﴾ (ابراھیم)

''اور یاد رکھو! تمہارے رب نے خبردار کر دیا تھا کہ اگر شکر گزار بنو گے تو میں تم کو اور زیادہ نوازوں گا اور اگر کفران نعمت کرو گے تو میری سزا بہت سخت ہے۔''

دوسرا خطبہ:

حمد وثناء کے بعد:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اگر اہتمام کیا جائے اور نیکی کے میدانوں کو مزید بڑھایا جائے تو ایسے معاشرے میں استحکام کو دوام نصیب ہوتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (آل عمران)

''تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی رہنے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بتا دیا ہے کہ استحکام کے حصول کیلئے ضروری ہے کہ معاشرے کے افراد باہم مل جل کر محبت والفت سے رہیں۔

فلاحی اور خیراتی کاموں سے معاشرے میں خوشحالی، استحکام اور ترقی کو فروغ ملتا ہے۔ کیونکہ اس سے یتیموں، مسکینوں، بیواؤں اور مریضوں کی زندگی کو سہارا ملتا ہے اور اس سے ہر قسم کی طبقاتی کشمکش اور نفرت وحسد کی فضا کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (النحل)

''جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ ہو وہ مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔''

اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرما۔ اے اللہ! کفر اور کافروں کو ذلیل و رسوا فرما۔ اے اللہ! تیرے دشمن جو دشمنانِ دین بھی ہیں انہیں نیست و نابود کر دے۔ اے اللہ! ہمارے اس وطن کو اور تمام مسلم ممالک کو امن واطمینان کا گہوارہ بنا دے۔ آمین!

محبت اور قربانی یا سزا اور انتقام؟

قسط نمبر ۲ (آخری)

تحریر
جناب مولانا ابوالکلام آزاد

اس شخص نے شمع دان ایک طرف رکھ دیا اور شفقت و ہمدردی میں ڈوبی ہوئی آواز میں ابن ساباط سے مخاطب ہوا:

''میرے دوست! تم پر خدا کی سلامتی ہو' جو کام تم کرنا چاہتے ہو یہ بغیر روشنی اور ایک رفیق کے انجام نہیں پا سکتا۔ دیکھو! یہ شمع روشن ہے اور میں تمہاری رفاقت کے لیے موجود ہوں۔ روشنی میں ہم دونوں اطمینان اور سہولت کے ساتھ یہ کام انجام دے لیں گے۔''

وہ ایک لمحہ کے لیے رکا' جیسے کچھ سوچنے لگا ہے' پھر اس نے کہا:

''مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم بہت تھک گئے ہو۔ تمہاری پیشانی پسینہ سے تر ہو رہی ہے۔ یہ گرم موسم' بند کمرہ' تاریکی اور تاریکی میں ایسی سخت محنت' افسوس! انسان کو اپنے رزق کے لیے کیسی کیسی زحمتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ دیکھو' یہ چٹائی بچھی ہے۔ یہ چمڑے کا تکیہ ہے' میں اسے دیوار کے ساتھ لگا دیتا ہوں۔..... اس نے تکیہ دیوار کے ساتھ لگا کر رکھ دیا..... بس ٹھیک ہے' اب تم اطمینان کے ساتھ ٹیک لگا کر یہاں بیٹھ جاؤ اور اچھی طرح سستا لو۔ اتنی دیر میں میں تمہارا ادھورا کام پورا کیے دیتا ہوں۔''

اس نے یہ کہا اور ابن ساباط کے کاندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھ کر اسے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ پھر جب اس کی نظر دوبارہ اس کی عرق آلود پیشانی پر پڑی' تو اس نے اپنی کمر سے رومال کھولا اور اس کی پیشانی کا پسینہ پونچھ ڈالا۔ جب وہ پسینہ پونچھ رہا تھا تو اس کی آنکھوں میں باپ کی سی شفقت اور ہاتھوں میں بھائی کی سی محبت کام کر رہی تھی۔

صورت حال یہ کہ تمام تغیرات اس تیزی سے ظہور میں آئے کہ ابن ساباط کا دماغ مختل ہو کر رہ گیا۔ وہ کچھ سمجھ نہ سکا کہ معاملہ کیا ہے؟ ایک مدہوش اور بے ارادہ آدمی کی طرح اس نے اجنبی کے اشارہ کی تعمیل کی اور چٹائی پر بیٹھ گیا۔

اب اس نے دیکھا کہ واقعی اجنبی نے کام شروع کر دیا ہے۔ اس نے پہلے وہ گٹھڑی کھولی جو ابن ساباط نے باندھنا چاہی تھی مگر نہیں بندھ سکی تھی۔ پھر دو تھان کھول کر بچھا دیے اور جس قدر بھی تھان موجود تھے' ان سب کو دو حصوں میں منقسم کر دیا۔ ایک حصہ میں زیادہ تھا ایک میں کم۔ پھر دونوں کی الگ الگ دو گٹھریاں باندھ لیں۔ یہ تمام کام اس نے اس اطمینان اور سکون کے ساتھ کیا گویا اس میں اس کے لیے کوئی انوکھی بات نہ تھی۔

اب ابن ساباط تنہا تھا' لیکن تنہا ہونے پر بھی اس کے قدموں میں حرکت نہ ہوئی۔ اجنبی کے طرز عمل میں کوئی بات ایسی نہ تھی جس سے اس کے اندر خوف پیدا ہوتا۔ وہ صرف متحیر اور مبہوت تھا

پھر اچانک اسے کچھ خیال آیا۔ اس نے اپنی عبا اتار ڈالی اور اسے بھی گٹھری کے اندر رکھ دیا۔

اب وہ اٹھا اور ابن ساباط کے قریب گیا:

''میرے دوست! تمہارے چہرے کی پژمردگی سے معلوم ہوتا ہے کہ تم صرف تھکے ہوئے ہی نہیں بلکہ بھوکے بھی ہو۔ بہتر ہو گا کہ چلنے سے پہلے دودھ کا ایک پیالہ پی لو۔ اگر تم چند لمحے انتظار کر سکو تو میں دودھ لے آؤں۔''

اس نے کہا' جبکہ اس کے پرشکوہ چہرہ پر بدستور مسکراہٹ کی دلآویزی موجود تھی۔ ممکن نہ تھا کہ اس مسکراہٹ سے انسانی قلب کے تمام اضطراب محو نہ ہو جائیں۔

قبل اس کے کہ ابن ساباط جواب دے' وہ تیزی کے ساتھ لوٹا اور باہر نکل گیا۔

اب ابن ساباط تنہا تھا' لیکن تنہا ہونے پر بھی اس کے قدموں میں حرکت نہ ہوئی۔ اجنبی کے طرز عمل میں کوئی بات ایسی نہ تھی جس سے اس کے اندر خوف پیدا ہوتا۔ وہ صرف متحیر اور مبہوت تھا۔

اجنبی کی ہستی اور اس کا طور طریقہ ایسا عجیب و غریب تھا کہ جب تک وہ موجود رہا' ابن ساباط کو تحیر و تاثر نے سوچنے سمجھنے کی مہلت ہی نہ دی۔ اجنبی کی شخصیت کی تاثیر سے اس کی دماغی شخصیت مغلوب ہو گئی تھی۔ لیکن اب وہ تنہا ہوا تو آہستہ آہستہ اس کا دماغ اپنی اصلی حالت پر واپس آنے لگا۔ یہاں تک کہ تمام دماغی خصائل پوری طرح اُبھر آئے اور وہ اسی روشنی میں معاملات کو دیکھنے لگا جس روشنی میں دیکھنے کا ہمیشہ سے عادی تھا۔

وہ جب اجنبی کا متبسم چہرہ اور دلنواز صدائیں یاد کرتا تو شک اور خوف کی جگہ اس کے اندر ایک ایسا ناقابل فہم جذبہ پیدا ہو جاتا جو آج تک اسے کبھی محسوس نہیں ہوا تھا۔ لیکن پھر جب وہ سوچتا کہ اس تمام معاملہ کا مطلب کیا ہے اور یہ شخص ہے کون؟ تو اس کی عقل حیران رہ جاتی اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اس نے اپنے دل میں کہا: ''یہ تو قطعی ہے کہ یہ شخص اس مکان کا مالک نہیں اور مکان کے مالک کبھی چوروں کا اس طرح استقبال نہیں کرتے مگر پھر یہ شخص ہے کون؟''

اچانک ایک نیا خیال اس کے اندر پیدا ہوا۔ وہ ہنسا ''استغفر اللہ'' میں بھی کیا احمق ہوں۔ یہ بھی کوئی سوچنے اور حیران ہونے کی بات تھی؟ معاملہ بالکل صاف ہے۔ تعجب ہے مجھے پہلے کیوں خیال نہیں ہوا؟ یقیناً یہ بھی کوئی میرا ہی ہم پیشہ آدمی ہے اور اسی نواح میں رہتا ہے۔ اتفاقات نے آج ہم دونوں چوروں کو ایک ہی مکان میں جمع کر دیا۔ چونکہ یہ اسی نواح کا آدمی ہے اس لیے اس مکان کے تمام حالات سے واقف ہو گا۔ اسے معلوم ہو گا کہ آج مکان رہنے والوں سے خالی ہے اور بہ اطمینان کام کرنے کا موقع ہے۔ اسی لیے وہ روشنی کا سامان ساتھ لے آیا۔ لیکن جب دیکھا کہ میں پہلے سے پہنچا ہوا ہوں تو آمادہ ہو گیا کہ میرا ساتھ دے کر ایک حصہ کا حقدار بن جائے۔

وہ ابھی سوچ رہا تھا کہ دروازہ کھلا اور اجنبی ایک

لکڑی کا بڑا پیالہ ہاتھ میں لیے نمودار ہوگیا۔

''یہ لو! میں تمہارے لیے دودھ لے آیا ہوں' اسے پی لو' یہ بھوک اور پیاس' دونوں کے لیے مفید ہوگا۔'' اس نے کہا اور پیالہ ابن ساباط کو پکڑا دیا۔ ابن ساباط واقعی بھوکا پیاسا تھا' بلا تامل منہ کو لگا لیا اور ایک ہی مرتبہ میں ختم کر دیا۔

اب اسے معاملہ کی فکر ہوئی۔ اتنی دیر کے وقفہ نے اس کی طبیعت بحال کر دی تھی۔

''دیکھو! اگرچہ میں تم سے پہلے یہاں پہنچ چکا تھا اور ہاتھ لگا چکا تھا اور اس لیے ہم لوگوں کے قاعدہ کے بموجب تمہارا کوئی حق نہیں' لیکن تمہاری ہوشیاری اور مستعدی دیکھ لینے کے بعد مجھے کوئی تامل نہیں کہ تمہیں بھی اس مال میں شریک کرلوں۔ اگر تم پسند کرو گے تو میں ہمیشہ کے لیے تم سے معاملہ کرلوں گا۔ لیکن دیکھو! یہ میں کہے دیتا ہوں کہ آج جو کچھ بھی یہاں سے لے جائیں گے اس میں تم برابر کا حصہ نہیں پا سکتے' کیونکہ دراصل آج کا کام میرا ہی کام تھا۔'' اس نے صاف آواز میں کہا۔ اس کی آواز میں اب تاثر نہیں تھا' تحکم تھا۔

''یہ لو! میں تمہارے لیے دودھ لے آیا ہوں' اسے پی لو' یہ بھوک اور پیاس' دونوں کے لیے مفید ہوگا۔'' اس نے کہا اور پیالہ ابن ساباط کو پکڑا دیا۔ ابن ساباط واقعی بھوکا پیاسا تھا' بلا تامل منہ کو لگا لیا اور ایک ہی مرتبہ میں ختم کر دیا۔

اجنبی مسکرایا' اس نے ابن ساباط پر ایک ایسی نظر ڈالی جو اگرچہ شفقت و مہربانی سے خالی نہ تھی' لیکن اس کے علاوہ بھی اس میں کوئی چیز تھی۔ لیکن ابن ساباط سمجھ نہ سکا۔ اس نے خیال کیا' شاید یہ شخص اس طریق تقسیم پر قانع نہیں ہے۔ اچانک اس کی آنکھوں میں اس کی خوفناک مجرمانہ درندگی چمک اٹھی' وہ غصہ سے مضطرب ہو کر کھڑا ہوگیا:

''بے وقوف' چپ کیوں ہے؟ یہ نہ سمجھنا کہ دودھ کا ایک پیالہ پلا کر اور چکنی چپڑی باتیں کر کے تم مجھے احمق بنا لو گے۔ تم نہیں جانتے' میں کون ہوں؟ مجھے کوئی احمق نہیں بنا سکتا۔ میں ساری دنیا کو احمق بنا چکا ہوں۔ بولو اس پر راضی ہو یا نہیں؟ اگر نہیں ہو تو۔''

لیکن ابھی اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ اجنبی کے لب متحرک ہوئے۔ اب بھی اس کے لبوں سے اس کی مسکراہٹ نہیں ہٹی تھی:

''میرے عزیز دوست! کیوں بلاوجہ اپنی طبیعت آزردہ کرتے ہو؟ آؤ' یہ کام جلد نپٹا لیں جو ہمارے سامنے ہے۔ دیکھو' میں نے دو گٹھڑیاں باندھ لی ہیں۔ ایک چھوٹی ہے' ایک بڑی ہے۔ تمہارا ایک ہاتھ ہے اس لیے تم زیادہ بوجھ نہیں سنبھال سکتے۔ لیکن میں دونوں ہاتھوں سے سنبھال لوں گا۔ چھوٹی گٹھری تم اٹھا لو۔ بڑی میں اٹھا لیتا ہوں۔ باقی رہا میرا حصہ جس کے خیال سے تمہیں اتنی آزردگی ہوئی ہے تو میں بھی نہیں چاہتا' اس وقت اس کا فیصلہ کراؤں۔ تم نے کہا ہے کہ تم ہمیشہ کے لیے مجھ سے معاملہ کر سکتے ہو۔ مجھے بھی ایسا ہی معاملہ پسند ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ہمیشہ کے لیے مجھ سے معاملہ کرلو۔''

''ہاں' اگر یہ بات ہے تو پھر سب کچھ ٹھیک ہے۔ تمہیں ابھی معلوم نہیں میں کون ہوں؟ پورے ملک میں تمہیں مجھ سے بہتر کوئی سردار نہیں مل سکتا۔'' اس نے بڑی گٹھری کے اٹھانے میں اجنبی کو مدد دیتے ہوئے کہا۔

یہ گٹھری اس قدر بھاری تھی کہ ابن ساباط اپنی حیرانی نہ چھپا سکا۔ وہ اگرچہ اپنے نئے رفیق کی زیادہ جرأت افزائی کرنا پسند نہیں کرتا تھا' پھر بھی اس کی زبان سے بے اختیار نکل گیا:

''دوست' تم دیکھنے میں تو بڑے دبلے پتلے ہو' لیکن بوجھ اُٹھانے میں بڑے مضبوط نکلے۔'' ساتھ ہی اس نے اپنے دل میں کہا: ''یہ جتنا مضبوط ہے' اتنا عقلمند نہیں' ورنہ اپنے حصے سے دست بردار نہ ہوتا۔ اگر آج یہ احمق نہ مل جاتا تو مجھے سارا مال چھوڑ کر صرف ایک دو تھانوں پر قناعت کر لینا پڑتی۔''

اب ابن ساباط نے اپنی گٹھری اٹھائی جو بہت ہی ہلکی تھی' اور دونوں باہر نکلے۔ اجنبی کی پیٹھ جس میں پہلے سے خم موجود تھا' اب گٹھری کے بوجھ سے بالکل ہی جھک گئی تھی۔ رات کی تاریکی میں اتنا بھاری بوجھ اٹھا کر چلنا نہایت دشوار تھا۔ لیکن ابن ساباط کو قدرتی طور پر جلدی تھی۔ وہ بار بار حاکمانہ انداز سے اصرار کرتا کہ تیز چلو اور چونکہ خود اس کا بوجھ بہت ہلکا تھا' اس لیے خود تیز چلنے میں کسی طرح کی دشواری محسوس نہیں کرتا تھا۔ اجنبی تعمیل حکم کی پوری کوشش کرتا' لیکن اتنا بھاری بوجھ اٹھا کر دوڑنا انسانی طاقت سے باہر تھا۔ اس لیے پوری کوشش کرنے پر بھی زیادہ تیز نہیں چل سکتا تھا۔ کئی مرتبہ ٹھوکریں لگیں' بارہا بوجھ گرتے گرتے رہ گیا۔ ایک مرتبہ اتنی سخت چوٹ کھائی کہ قریب تھا گر جائے پھر بھی اس نے رکنے یا ستانے کا نام نہیں لیا۔ گرتا پڑتا اپنے ساتھی کے ساتھ بڑھتا ہی رہا۔

لیکن ابن ساباط اس پر بھی خوش نہ تھا۔ اس نے پہلے تو ایک دو مرتبہ تیز چلنے کا حکم دیا' پھر بے تامل گالیوں پر اتر آیا۔ ہر لحہ کے بعد ایک سخت گالی دیتا اور کہتا تیز چلو۔ اتنے میں جسر (پل) آیا۔ یہاں چڑھائی تھی۔ جسم کمزور اور تھکا ہوا' بوجھ بیحد بھاری' اجنبی سنبھل نہ سکا اور بے اختیار گر پڑا۔ ابھی وہ اٹھنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ اوپر سے ایک سخت لات پڑی۔ یہ ابن ساباط کی لات تھی۔ اس نے غضبناک ہو کر کہا: ''کتے کے بیٹے! اگر اتنا بوجھ سنبھال نہیں سکتا تھا تو لاد کر لایا کیوں؟'' اجنبی ہانپتا ہوا اٹھا' اس کے چہرے پر درد و شکایت کی جگہ شرمندگی کے آثار پائے جاتے تھے۔ اس نے فوراً گٹھری اٹھا کر پیٹھ پر رکھی اور پھر روانہ ہوگیا۔

اب یہ دونوں شہر کے کنارے ایک ایسے حصہ میں پہنچ گئے جو بہت ہی کم آباد تھا۔ یہاں ایک نا تمام عمارت کا پرانا اور شکستہ احاطہ تھا۔ ابن ساباط اس احاطہ کے ایک جانب پہنچ کر رک گیا اور اجنبی سے کہا کہ یہیں بوجھ اتار دو۔ پھر خود کود کر اندر ہوگیا اور دونوں عمارت کے اندرونی حصہ میں پہنچ گئے۔ اس عمارت کے نیچے ایک پرانا سرداب (تہ خانہ) تھا جس میں ابن ساباط نے قید خانے سے نکل کر پناہ لی تھی۔ لیکن اس وقت وہ سرداب میں نہیں اترا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اجنبی پر ابھی اس درجہ اعتماد کرے کہ اپنا اصلی محفوظ مقام دکھلا دے۔

جس جگہ یہ دونوں کھڑے تھے' دراصل ایک نا تمام ایوان تھا یا تو اس پر پوری چھت پڑی ہی نہ تھی' یا پڑی تھی تو امتدادِ وقت سے شکستہ ہو کر گر پڑی تھی۔ ایک طرف بہت سے پتھروں کا ڈھیر تھا۔ ابن ساباط انہی پتھروں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔ دونوں گٹھریاں سامنے دھری تھیں۔ ایک

گوشہ میں اجنبی کھڑا ہانپ رہا تھا۔ کچھ دیر تک خاموشی رہی۔

یکا یک اجنبی بڑھا اور ابن ساباط کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اب رات ختم ہونے پر تھی۔ پچھلے پہر کا چاند درخشندہ تھا۔ کھلی چھت سے اس کی دھیمی اور ظلمت آلود شعاعیں ایوان کے اندر پہنچ رہی تھیں۔ ابن ساباط دیوار کے سائے میں تھا۔ لیکن اجنبی جو اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا تھا' ٹھیک چاند کے مقابل تھا' اس لیے اس کا چہرہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ابن ساباط نے دیکھا کہ تاریکی میں ایک درخشاں چہرہ' ایک نورانی تبسم' ایک پراسرار انداز نگاہ کی دلآویزی سامنے ہے۔

''میرے عزیز دوست اور رفیق!'' اجنبی نے اپنی اسی دلنواز اور شیریں آواز میں جو دو گھنٹہ پہلے ابن ساباط کو بے خود کر چکی تھی' کہنا شروع کیا ''میں نے اپنی خدمت پوری کر لی ہے۔ اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ اس کام کے کرنے میں مجھ سے جو کمزوری اور سستی ظاہر ہوئی اور اس کی وجہ سے بار بار تمہیں پریشان خاطر ہونا پڑا' اس کے لیے میں بہت شرمندہ ہوں اور تم سے معافی چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ تم معاف کر دو گے۔ اس دنیا میں ہماری کوئی بات بھی خدا کے کاموں سے اس قدر ملتی جلتی نہیں جس قدر یہ بات کہ ہم ایک دوسرے کو معاف کر دیں اور بخش دیں۔ لیکن قبل اس کے کہ میں تم سے الگ ہوں' تمہیں بتلا دینا چاہتا ہوں کہ میں وہ نہیں ہوں جو تم نے خیال کیا ہے۔ میں اسی مکان میں رہتا ہوں جہاں آج تم سے ملاقات ہوئی تھی اور تم نے میری رفاقت قبول کر لی تھی۔ میری عادت ہے کہ رات کو تھوڑی دیر کے لیے اس کمرے میں جایا کرتا ہوں جہاں تم بیٹھے تھے۔ آج آیا تو دیکھا کہ تم اندھیرے میں بیٹھے ہو اور تکلیف اٹھا رہے ہو۔ تم میرے گھر میں عزیز مہمان تھے۔ افسوس! میں آج اس سے زیادہ تمہاری تواضع اور خدمت نہ کر سکا۔ تم نے میرا مکان دیکھ لیا ہے۔ آئندہ جب کبھی تمہیں ضرورت ہو' تم بلا تکلف اپنے رفیق کے پاس چلے آ سکتے ہو۔ خدا کی سلامتی اور برکت ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔''

یہ کہا اور آہستگی سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر مصافحہ کیا اور تیزی کے ساتھ نکل کر روانہ ہو گیا۔

اجنبی خود تو روانہ ہو گیا' لیکن ابن ساباط کو ایک دوسرے ہی عالم میں پہنچا دیا۔ اب وہ مبہوت اور مدہوش تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں' وہ اسی طرف تک رہی تھیں جس طرف سے اجنبی روانہ ہوا تھا' لیکن معلوم نہیں اسے کچھ سوجھائی بھی دیتا تھا یا نہیں؟

دوپہر ڈھل چکی ہے' بغداد کی مسجدوں سے جوق در جوق نمازی نکل رہے ہیں' دوپہر کی گرمی نے امیروں کو تہ خانوں اور غریبوں کو دیواروں کے سائے میں بٹھا دیا تھا۔ اب دونوں نکل رہے ہیں۔ ایک تفریح کے لیے دوسرا مزدوری کے لیے لیکن ابن ساباط اس وقت تک وہیں بیٹھا ہے جہاں صبح بیٹھا تھا۔ رات والی دونوں گٹھڑیاں سامنے پڑی ہیں اور اس کی نظریں اس طرح ان میں گڑی ہوئی ہیں' گویا ان کی شکنوں کے اندر اپنے رات والے رفیق کو ڈھونڈ رہا ہے۔

اجنبی خود تو روانہ ہو گیا' لیکن ابن ساباط کو ایک دوسرے ہی عالم میں پہنچا دیا۔ اب وہ مبہوت اور مدہوش تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں' وہ اسی طرف تک رہی تھیں جس طرف سے اجنبی روانہ ہوا تھا' لیکن معلوم نہیں اسے کچھ سوجھائی بھی دیتا تھا یا نہیں؟

بارہ گھنٹے گزر گئے لیکن جسم اور زندگی کی کوئی ضرورت بھی اسے محسوس نہیں ہوئی۔ وہ بھوک جس کی خاطر اس نے اپنا ایک ہاتھ کٹوا دیا تھا' اب اسے نہیں ستاتی۔ وہ خوف جس وجہ سے سورج کی روشنی اس کے لیے دنیا کی سب سے زیادہ نفرت انگیز چیز ہو گئی تھی' اب اسے محسوس نہیں ہوتا۔ اس کے دماغ کی ساری قوت صرف ایک نقطہ میں سمٹ آئی ہے اور وہ رات والے عجیب وغریب ''اجنبی'' کی صورت ہے۔ وہ خود تو اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی' مگر اسے ایک ایسے عالم کی جھلک دکھا دی جو اب تک اس کی نگاہوں سے پوشیدہ تھا۔

اس کی ساری زندگی گناہ اور سیاہ کاری میں بسر ہوئی تھی' اس نے انسانوں کی نسبت جو کچھ دیکھا سنا تھا وہ یہی تھا کہ خود غرضی کا پتلا اور نفس پرستی کی مخلوق ہے۔ وہ نفرت سے منہ پھیر لیتا ہے' بے رحمی سے ٹھکرا دیتا ہے۔ سخت سے سخت سزائیں دیتا ہے لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ محبت بھی کرتا ہے اور اس میں فیاضی' بخشش اور قربانی کی بھی روح ہو سکتی ہے۔ بچپن میں اس نے بھی خدا کا نام سنا تھا اور لوگوں کو خدا پرستی کرتے دیکھا تھا۔ لیکن جب زندگی کی کشاکش کا میدان سامنے کھلا تو اس کا عالم ہی دوسرا تھا۔ اس نے قدم اٹھا دیا اور حالات کی رفتار جس طرف لے گئی' بڑھتے گیا۔ نہ تو خود اسے کبھی مہلت ملی کہ خدا پرستی کی طرف متوجہ ہوتا اور نہ انسانوں نے کبھی اس کی ضرورت محسوس کی کہ اسے خدا سے آشنا کرتے۔ جوں جوں اس کی شقاوت بڑھتی گئی' سوسائٹی اپنی سزا وعقوبت کی مقدار بھی بڑھاتی گئی۔ سوسائٹی کے پاس اس کی شقاوت کے لیے بے رحمی تھی' اس لیے یہ بھی دنیا کی ساری چیزوں میں سے صرف بے رحمی ہی کا خوگر ہو گیا۔

لیکن اب اچانک اس کے سامنے سے پردہ ہٹ گیا' آسمان کے سورج کی طرح محبت کا بھی ایک سورج ہے۔ یہ جب چمکتا ہے تو روح اور دل کی ساری تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں۔ اب یکا یک اس سورج کی پہلی کرن ابن ساباط کے دل کے تاریک گوشوں پر پڑی اور وہ بیک دفعہ تاریکی سے نکل کر روشنی میں آ گیا۔

اجنبی کی شخصیت اپنی پہلی ہی نظر میں اس کے دل تک پہنچ چکی تھی' لیکن وہ جہالت وگمراہی سے اس کا مقابلہ کرتا رہا اور حقیقت کے فہم کے لیے تیار نہیں ہوا۔ لیکن جونہی اجنبی کے آخری الفاظ نے وہ پردہ ہٹا دیا جو اس نے اپنی آنکھوں پر ڈال لیا تھا' حقیقت اپنی پوری شان تاثیر کے ساتھ بے نقاب ہو گئی اور اب اس کی طاقت سے باہر تھا کہ اس تیر کے زخم سے سینہ بچا لے جاتا۔

اس نے اپنی جہالت سے پہلے خیال کیا تھا' اجنبی بھی میری ہی طرح کا ایک چور ہے اور اپنا حصہ لینے کے لیے میری رفاقت واعانت کر رہا ہے۔ اس کا ذہن یہ تصور ہی نہیں کر سکتا تھا کہ بغیر غرض اور انتفاع کے ایک انسان دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک کر سکتا ہے۔ لیکن جب اجنبی نے چلتے وقت بتلایا کہ وہ چور نہیں' بلکہ اسی مکان کا مالک ہے جس مکان کا مال ومتاع غارت کرنے کے لیے وہ گیا تھا' تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے یکا یک ایک بجلی

آسمان سے گر پڑی:

''یہ چور نہیں تھا' مکان کا مالک تھا۔ لیکن اس نے چور کو پکڑنے اور سزا دلانے کی جگہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟'' اس نے ''کیا سلوک کیا؟'' کا جواب اس کی روح کے لیے ناسور اور اس کے دل کے لیے ایک دہکتا ہوا انگارہ تھا۔ وہ جس قدر سوچتا' روح کا زخم گہرا ہوتا جاتا' دل کی تپش بڑھتی جاتی۔ اس تمام عرصہ میں اجنبی کے ساتھ جو کچھ گزرا تھا' اس کا ایک ایک واقعہ' ایک ایک حرف یاد کرتا اور ہر بات کی یاد کے ساتھ ایک تازہ زخم کی چبھن محسوس کرتا۔ جب ایک مرتبہ حافظہ میں یہ سرگزشت ختم ہو جاتی تو پھر نئے سرے سے یاد کرنا شروع کر دیتا' اور آخر تک پہنچا کر پھر ابتدا کی طرف لوٹتا۔ ''میں اس کے یہاں چوری کرنے کے لیے گیا تھا۔ میں چور تھا۔ میں اس کا مال ومتاع غارت کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اسے بھی چور سمجھا۔ اسے گالیاں دیں۔ بے رحمی سے ٹھوکر لگائی..... مگر اس نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا؟'' ہر مرتبہ اس آخری سوال کا جواب سوچتا اور پھر یہی سوال دہرانے لگتا۔

سورج ڈوب رہا تھا' بغداد کی مسجدوں کے میناروں پر مغرب کی اذان کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ ابن ساباط بھی اپنے غیر آباد گوشہ سے اٹھا' چادر جسم پر ڈالی اور بغیر کسی جھجک کے باہر نکل گیا۔ اب اس کے دل میں خوف نہیں تھا۔ کیونکہ خوف کی جگہ ایک دوسرے ہی جذبہ نے لے لی تھی۔

وہ کرخ کے اسی حصہ میں پہنچا جہاں رات گیا تھا۔ رات والے مکان کے پہچاننے میں اسے کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ مکان کے پاس ہی ایک لکڑ ہارے کا جھونپڑا تھا۔ یہ اس کے پاس گیا اور پوچھا: ''یہ جو سامنے بڑا سا احاطہ ہے' اس میں کون تاجر رہتا ہے؟''

''تاجر'' بوڑھے لکڑ ہارے نے تعجب کے ساتھ کہا ''معلوم ہوتا ہے تم یہاں کے رہنے والے نہیں ہو۔ یہاں تاجر کہاں سے آیا؟ یہاں تو شیخ جنید بغدادی رہتے ہیں۔''

ابن ساباط اس نام کی شہرت سے بے خبر نہ تھا' لیکن صورت آشنا نہ تھا۔

ابن ساباط مکان کی طرف چلا۔ رات کی طرح اس وقت بھی دروازہ کھلا تھا۔ یہ بے تامل اندر چلا گیا۔ سامنے وہی رات والا ایوان تھا۔ یہ آہستہ آہستہ بڑھا اور دروازے کے اندر نگاہ ڈالی۔ وہی رات والی چٹائی بچھی تھی۔ رات والا تکیہ ایک جانب دھرا تھا۔ تکیہ سے سہارا لگائے عجیب ''اجنبی'' بیٹھا تھا۔ تیس چالیس آدمی سامنے تھے۔ واقعی ''اجنبی'' تاجر نہیں تھا' شیخ جنید بغدادیؒ تھے۔

اتنے میں عشاء کی اذان ہوئی' لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ جب سب لوگ جا چکے تو شیخ بھی اُٹھے' جونہی انہوں نے دروازہ کے باہر قدم رکھا' ایک شخص بے تابانہ بڑھا اور قدموں پر گر گیا۔ یہ ابن ساباط تھا۔ اس کے دل میں سمندر کا تلاطم بند تھا۔ آنکھوں میں جو کبھی تر نہیں ہوئی تھیں دجلہ کی سوتیں بھر گئی تھیں۔ دیر تک رکی رہیں مگر اب نہیں رک سکتی تھیں۔ آنسوؤں کا سیلاب آ جائے تو پھر دل کی کونسی کثافت ہے جو باقی رہ سکتی ہے؟

شیخ نے شفقت سے اس کا سر اٹھایا۔ یہ کھڑا ہو گیا مگر زبان نہ کھل سکی اور اب اس کی ضرورت بھی کیا تھی؟ جب نگاہوں کی زبان کھل جاتی ہے تو منہ کی زبان کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

اس واقعہ پر کچھ عرصہ گزر چکا ہے۔ شیخ احمد بن ساباط کا شمار سید الطائفہ کے حلقۂ ارادت کے ان فقراء میں ہے جو سب میں پیش پیش ہیں۔ شیخ کہا کرتے ہیں ''ابن ساباط نے وہ راہ لمحوں میں طے کر لی جو دوسرے برسوں میں بھی طے نہیں کر سکتے۔''

ابن ساباط کو ۴۰ برس تک دنیا کی دہشت انگیز سزائیں نہ بدل سکیں' مگر محبت اور قربانی کے ایک لمحہ نے چور سے اہل اللہ بنا دیا۔

.....

بقیہ اُمت مسلمہ

میں) ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور (دیکھو،) تم میں سے جو کوئی ان کو دوست بنائے گا تو وہ بیشک ان ہی میں سے ہوگا، یقیناً اللہ ظالموں کو راہ (راست) نہیں دکھایا کرتا۔'' (المائدہ:۵۱)

اس آیت مبارکہ میں دشمنان اسلام یہود و نصاریٰ سے دوستیاں کرنے کی اللہ تبارک و تعالیٰ ممانعت فرما رہا ہے اور فرماتا ہے کہ وہ تمہارے دوست ہرگز نہیں ہو سکتے کیونکہ تمہارے دین سے انہیں بغض و عداوت ہے، قرآن کریم میں اسی حوالہ سے ایک اور مقام پر فرمایا گیا ہے کہ ''(اے پیغمبر!) تم اہل ایمان کے ساتھ عداوت رکھنے میں سب سے زیادہ سخت یہود اور مشرکین کو پاؤ گے۔'' (المائدہ:۴۲)

غور فرمایئے کہ اگر خود خالق کائنات یہود و نصاریٰ کو مسلمانوں کا دشمن قرار دے رہا ہے تو کیا ان سے بھلائی کی کوئی امید رکھی جا سکتی ہے۔

بلاشبہ یہود و ہنود مسلمانوں سے ازلی دشمنی رکھتے ہیں۔ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں کہ انہوں نے مسلم دشمنی میں کبھی بھی کوئی ضابطۂ اخلاق سامنے نہیں رکھا اور اس میدان میں اسلام کی آفاقی تعلیمات سے خوفزدہ ہو کر حد سے گزرتے جا رہے ہیں۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم ان سازشوں اور چالوں کو سمجھ کر ان کا سدباب کرنے کی بجائے ان کے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے ان کے حاشیہ بردار بنے ہوئے ہیں اور وہ ہماری مذہبی، اخلاقی و معاشرتی سرحدوں کو غیر محفوظ بنانے کی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ ان حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ امت مسلمہ دشمنان اسلام کی ریشہ دوانیوں کے مقابل سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑی ہو جائے اور بلا جواز باہمی اختلافات کا خاتمہ ممکن بناتے ہوئے ایک پلیٹ فارم پر یکجا ہو جائے' ورنہ اغیار کے یہ بڑھتے ہوئے قدم ہمارے گھروں تک پہنچ چکے ہیں۔ اگر ہم اب بھی بیدار نہ ہوئے تو سوچئے کہ ہم کس منہ سے اپنے خالق و مالک کا سامنا کریں گے۔ یہ بھی ذہن میں رکھا جانا چاہیے کہ اگر ہم نے اب بھی ہوش کے ناخن نہ لئے تو دنیا میں ذلت و رسوائی ہمارا مقدر بن جائے گی جس کے نتیجہ میں ہماری آئندہ نسلیں بھی غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں گی اور ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی۔

ہمارا عزم ہے جواں..... ہمارے ساتھ چلو

⊙ ۲۵ جون بروز منگل اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن ضلع ننکانہ کا اہم اجلاس ملک محمد اشرف صدر ASF ننکانہ کی رہائش گاہ پر ہوا۔ قائد طلبہ عبدالقدیر فاروقی مہمان خصوصی تھے۔ قائد طلبہ نے اپنی گفتگو میں کہا کہ طلبہ کسی بھی قوم و ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلامی نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کے لیے اپنی جدوجہد کو تیز کر دیں تاکہ آنے والی نسل صحیح معنوں میں اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہو سکے۔

منجانب: شعبہ نشر و اشاعت ASF پاکستان

خلافتِ عثمانیہ سے موجودہ ترکی تک

تحریر
جناب میاں عتیق الرحمٰن

عدل وانصاف کا قیام اورعوام سے پر خلوص خیر خواہانہ محبت حکمرانوں کو عوام میں مقبول عام بناتی ہیں۔خلافت اسلامیہ کی انہی خصوصیات نے انہیں 12 سو سال تک مقبول عام بنائے رکھا اور یہ مدینہ کی ایک گلی کی ریاست سے نکل کر تین براعظموں تک پھیل گئی۔اسے بہت سے مقامات پر سخت مقابلہ بھی کرنا پڑا،مگر انہی مقابلوں کے بعد مقابلے کرنے والے بھی ان کی حکومت کو بخوشی قبول کر لیتے تھے۔ان سے ہونے والی مزاحمتیں اور لڑائیاں عموماً بادشاہوں اور چودھراہٹوں کے خاتمے کا رد عمل ہوا کرتی تھیں،مگر جب انہی کے لوگ فاتح فوج کا فتح کرنے کے بعد رویہ دیکھتے تو حیران وششدر رہ جاتے کہ یہ تو فتح کرنے کے بعد ہم سے بڑے ہی خلوص اور محبت کا سلوک روا رکھے ہوئے ہیں۔ ہمارے باشاہوں اور چودھریوں نے تو ان کے بارے میں ہمیں گمراہ کئے رکھا کہ یہ بہت ظالم اور لادین لوگ ہیں۔ وہ ان میں شامل ہوتے اور یوں اسلامی لشکر مقامی باشندوں کی مدد سے ایک انتظامی ڈھانچہ کھڑا کرنے کے بعد آگے بڑھ جاتا۔

اس دوران بہت سے عبداللہ بن سبا بھی سازشیں کرتے رہے مگر انہیں بعض وقتی کامیابیوں کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوا۔اسی بارہ سو سالہ تاریخ میں مسلم حکمرانوں میں باہم لڑائیاں بھی ہوئیں،کبھی اموی آئے تو کبھی عباسی،کبھی فاطمیوں نے اقتدار کی باگ ڈور سنبھالی اور کبھی عثمانیوں نے اسی زمام کو تھاما۔مگر سب نے آپس کی رنجشوں کے باوجود اپنی عوامی مقبولیت کیلئے عدل وانصاف کے قیام اورعوام سے خیرخواہانہ محبت کا سہارا ہی لیا۔یہ سلسلہ جس کے ہاتھ بھی آتا وہ اسے آگے ہی بڑھاتا اور دنیا میں اسلامی فوج کو آگے ہی لیکر جاتا تھا۔اس پیش قدمی کو روکنے کیلئے کئی سو سالوں تک محنت کی گئی۔بہت مرتبہ غداروں کی خدمات بھی لی گئیں مگر ہر بار انہیں منہ کی ہی کھانا پڑی۔یہی سلسلہ چلتا چلاتا،ٹھٹکتا اور آگے بڑھتا ہوا 1517ء تک عثمانی خلیفہ سلیم یاور (پہلا عثمانی خلیفہ) تک پہنچا،اور اس دور میں بہت سے محاذوں پر کئی مسلمان جرنیل برسر پیکار تھے،جوخلافت سے طویل مسافتوں اوراپنی صلاحیتوں کے ساتھ سرحدوں کو آگے بڑھانے کی وجہ سے خود کفیل بھی ہو چکے تھے۔مگر اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو کسی نہ کسی طرح مرکز خلافت سے جوڑے رکھنے میں خیر سمجھتے تھے۔مگران کی شہرت الگ خلافتوں اور الگ الگ حکمرانوں کے طور پر مشہور ہو چکی تھی۔ بہر حال 1517ء میں سلیم یاور سے چلنے والا یہ سلسلہ 1924ء تک عبدالمجید ثانی تک چلا۔اس دوران دنیا میں جہاں بھی کوئی مسلمان تھا وہ اپنے آپ کو مرکز خلافت کے ساتھ منسلک سمجھتا تھا یوں مسلمان بہت سے مسلکی فرقوں میں بٹے ہونے کے باوجود سیاسی طور پر ایک ہی نظر آتے تھے۔ بالآخر مسلمانوں کی وحدت کی نشانی خلافت کے بیانیہ کو ہی بدلنے کی طرحیں رکھی جانے لگیں اور یہ کوششیں بالآخر پہلی جنگ عظیم کے بعد کارگر ثابت ہوئیں۔لڑائی کا آغاز تو آسٹریا اور ہنگری کے ولی عہد شہزادہ فرانسس فرڈی نینڈ منڈ کے قتل کے بعد سربیا پر حملے سے ہوا اور اس میں جرمنی اور برطانیہ کی شمولیت نے اسے عالمی بنا دیا،مگر اس جنگ کے اختتام پر دونوں طرف سے معاہدہ اس اتفاق پر ہوا کہ خلافت عثمانیہ کو قربانی کا بکرا بنایا جائے۔فریقین جنگ نے ترکی میں واقع استنبول (قسطنطنیہ) پر قبضہ کرکے 30 اکتوبر 1918ء کے معاہدہ مدروس اور اس کے بعد معاہدہ سیورے اور پھر فرانس اور برطانیہ کے بدنام زمانہ خفیہ معاہدے سائیکوس،پیکوٹ کے ذریعے خلافت کے حصے بکھرے کرکے اسے انجام تک پہنچایا،اس سارے واقعے کے اختتام سے یوں لگا کہ جیسے خلافت عثمانیہ کے خاتمے کیلئے جرمنی،آسٹریا،ہنگری،بلغاریہ اور اتحادی ترکی اور دوسری طرف برطانیہ،فرانس،روس،اٹلی، رومانیہ،پرتگال،جاپان اور امریکا نے اس جنگ میں ایک کروڑ لوگوں کا قتل عام اس لئے کیا کہ خلافت عثمانیہ کے حصے بخرے کیے جائیں۔ بہر حال فریقین جنگ کی اس بندر بانٹ کے خلاف مصطفیٰ کمال پاشا نے بغاوت کی اور اس بغاوت کے ذریعے خلافت عثمانیہ اور وحدت امت کی نشانی میں آخری کیل بھی ٹھونک دی گئی۔یہ بات بہر حال ابھی تک ملفوف ہے کہ مصطفیٰ کمال پاشا نے خود بغاوت کی یا اسے بھی فریقین جنگ کی طرف سے باہمی معاہدوں کے بعد خلافت عثمانیہ کے خاتمے کی شہ دے کر کھڑا کیا گیا۔

مصطفیٰ کمال پاشا المعروف کمال اتاترک جو خالص سیکولر نیشنلسٹ نظریات کا حامی اور پرچاری تھا' اس نے ترکی سے خلافت عثمانیہ کا خاتمہ،سیکولرازم کا فروغ، فوج میں صرف سیکولر نظریات کے حامیوں کی بھرتی،خلیفہ کی طرف سے مختلف طرح کے لوگوں کی پہچان کے لیے مختص لباس کا خاتمہ،حجاب پر پابندی،عورتوں کو جبراً مغربی لباس زیب تن کروانے کا قانون، مذہبی قوانین کا خاتمہ،عربی رسم الخط کے خاتمے،اذان اور نماز کے کلمات کی عربی ادائیگی پر پابندی،ان کا ترک زبان میں آغاز،مغربی لباس کا فروغ،مغربی طرز کے رقص وسرود اور شراب خانوں کی سرکاری سرپرستی ، مذہبی مقام ومرتبہ کے حامل لوگوں پر پابندی اور نئی ایلیٹ کلاس کا آغاز، مدارس دینیہ اور خانقاہوں پر پابندی اور آمرانہ نظام حکومت جیسے اقدامات کئے گئے اور سیکولر آئین بنا کر اس کی حفاظت اور تنفیذ کی طاقت آئینی طور پر فوج کے سپرد کی گئی۔جس نے یہ سیکولر آئین ،نظریات اور قوانین کو بالجبر ترک عوام پر مسلط کرنا شروع کیا، جسے نہ چاہتے ہوئے بددلی کے ساتھ ترک عوام قبول کرنے لگے اور اپنے شاندار ماضی کی یاد میں کسی اسلام پسند کا انتظار کرنے لگے۔ جو بالآخر مصطفیٰ کمال اتاترک کی 1938ء میں وفات

1517ء سلیم یاور سے چلنے والا یہ سلسلہ 1924ء عبدالمجید ثانی تک چلا۔اس دوران دنیا میں جہاں بھی کوئی مسلمان تھا وہ اپنے آپ کو مرکز خلافت کے ساتھ منسلک سمجھتا تھا یوں مسلمان بہت سے مسلکی فرقوں میں بٹے ہونے کے باوجود سیاسی طور پر ایک ہی نظر آتے تھے۔

کے بعد متعارف ہونے لگے،جنہوں نے 1946ء میں ڈیموکریٹک پارٹی قائم کی اور اسے بہت ہی کم عرصے میں ترک عوام میں اتنی پذیرائی نصیب ہوئی کہ 1950ء کے انتخابات میں واضح اکثریت حاصل کی اور اپنا وزیر اعظم منتخب کروانے میں کامیاب ہوگئی اور ان کی مقبولیت میں اسلام پسندانہ اقدامات کی وجہ سے اتنا اضافہ ہوا کہ 1954ء اور 1957ء کے انتخابات میں بھی اسی اسلام پسند پارٹی نے وزیر اعظم بنوالیا۔ اتنے طویل عرصے تک اس پارٹی کی طرف سے عدنان مندریس وزیر اعظم رہے۔ ان کی طرف سے ترکی کے اسلام پسند اکثریت عوام کو بالتدریج کچھ حقوق اور آزادی ملنا شروع ہوئی تو ترکی کی سیکولر آئین کی محافظ سیکولر فوج کو یہ اقدامات ایک آنکھ نہ بھائے اور جنرل کمال گرو سیل نے فوج کے ایک گروپ کو ساتھ ملا کر آرمی چیف کو محبوس کرکے 1960ء میں منتخب حکومت کا تختہ الٹ دیا اور مسلسل دس سال تک منتخب ہونے والے اور 1959ء میں طیارہ حادثہ میں خوش قسمتی سے بچ جانے والے وزیر اعظم عدنان مندریس کو اسلام پسندوں کو حقوق دینے اور آزادی دینے کی پاداش میں غدار قرار دے کر پھانسی دیدی گئی۔ انہوں نے اذان، نماز، حج اور مساجد بندی کی پابندیاں ختم کیں، اس لئے اس دور کو ترکی میں سفید انقلاب کا نام دیا جاتا ہے۔ مارشل لاء لگنے کے بعد دوبارہ سے ترکی کو تاریکی میں دھکیل دیا گیا۔ سیکولر لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اوپر لایا گیا اور دوبارہ سے اسلام پسندوں کے حقوق سلب کیے جانے لگے، گزرتے وقت کے ساتھ ڈیموکریٹک پارٹی پر پابندی بھی لگا دی گئی۔ اس کے بعد یہ سلسلہ چل نکلا اور اگلی دو دہائیوں میں سیکولرازم کے حامیوں کی حکومتوں کے خلاف صرف اس لئے مارشل لاء لگانا پڑے کہ انہوں نے ترکی کو دیوالیہ کے قریب کر دیا تھا۔ 1971ء اور 1981، میں سیکولر قوتوں کی طرف سے لوٹ مار اور معاشی بدحالی کا طوفان برپا ہوگیا تھا۔

81ء کا مارشل لاء ترک تاریخ کا بدترین مارشل لاء تھا، جس میں 5 لاکھ لوگوں کو گرفتار کیا گیا اور بہت سوں کو پھانسیاں بھی دی گئیں۔ جمہوریت بحالی کے بعد دوبارہ سے جدوجہد شروع ہوئی اور وقت گزرنے کے ساتھ لوگوں نے اسلام پسندوں کی ایمانداری کو ترکی کیلئے بہترین جانا۔ جس کے نتیجے میں 1995ء کے الیکشن تک اسلامک ویلفیئر پارٹی کی مقبولیت اتنی بڑھ گئی کہ وہ الیکشن جیت کر مشترکہ حکومت سازی کی پوزیشن میں آگئی۔ مگر یہ حکومت بھی سیکولر فوج کو ایک آنکھ نہ بھائی اور اس کے خلاف 1997ء میں بغاوت کرکے تختہ الٹ دیا اور وزیر اعظم نجم الدین اربکان پر ہمیشہ کیلئے پابندی لگا دی مگر اربکان نے ہمت نہ ہاری۔ دوبارہ سے نئے نام کے ساتھ ''ورچو پارٹی'' قائم کی، اس کی مقبولیت بھی بہت بڑھ گئی، جس پر سیکولر فوج کی طرف سے الیکشن کے انعقاد سے قبل 2001ء میں پابندی لگا دی گئی۔ مگر پھر انہوں نے ایک اور ''سعادت پارٹی'' کے نام سے پارٹی منظم کر لی، تاکہ الیکشن میں سیکولر قوتوں کی لوٹ مار اور ظلم وستم گرم کرنے کیلئے میدان کھلا نہ چھوڑا جائے۔ بعد میں اسی کی کوکھ سے رجب طیب اردگان اور عبد اللہ گل کی جسٹس اینڈ ڈیولپمنٹ پارٹی نے جنم لیا جس نے اربکان کی پارٹی کی جگہ لی اور 2002ء کے الیکشن میں حصہ لیا' تب سے 2015ء تک منعقدہ چاروں الیکشن جیت چکی ہے اور اس کی مقبولیت میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ مگر سابقہ روایات کی طرح سیکولر فوج کے ایک گروپ نے حال ہی میں دوبارہ شب خون مار کر اردگان حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی مگر اس فوجی بغاوت کو عوام کی حمایت سے ناکام بنا دیا گیا۔ یوں اب تک پانچ مارشل لاؤں میں سے تین مارشل لاء صرف اسلام پسندوں کی مقبولیت بڑھنے کی وجہ سے لگائے گئے۔ سیکولر فوج کی طرف سے اسلام پسندوں کی مقبول ہوتی حکومتوں سے خائف ہوکر مارشل لاء لگانے کا عمل اور اس کے باوجود عوام میں بڑھتی ان کی مقبولیت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ خلافت عثمانیہ کے وارث عوام پر زبردستی سیکولرازم کو ٹھونسا گیا، جسے وہاں کے لوگوں نے لاچارگی اور بے بسی میں تو قبول کیا مگر جب بھی کوئی موقع آیا تو وہاں کے لوگوں نے اسلام پسندوں کا ساتھ دے کر اس بات کا ثبوت دیا کہ ترکوں کی فطرت میں اسلام موجود ہے اور وہ اسے ہی پسند کرتے ہیں۔ سیکولرازم کو بالجبر نافذ کیا گیا اور یہ انہیں سخت ناپسند ہے۔

بہر حال گزرتے وقت کے ساتھ ترکی کو اسلام پسند رجب طیب اردگان جیسے لیڈر کی قیادت نصیب ہوئی جس نے ترکی کو اس کی فطرت کے مطابق اسلام پسندی کے رجحانات کے حامل اقدامات کی طرف بڑی تیزی سے لانا شروع کیا۔ لوگ جوق در جوق اس قافلے میں شامل ہونے لگے۔ جس کا مظاہرہ حالیہ ناکام مارشل لاء کی کوشش کے بعد لوگوں کا رجب اردگان کیلئے والہانہ محبت میں نکلنے کے بعد دیکھنے کو ملا۔۔۔۔ ماضی میں بھی ترکی میں یہ مثال برقرار رہی ہے کہ اگر اسلام پسندوں کی حکومت آئی تو وہ طویل عرصہ تک اپنی مقبولیت اور ساکھ مسلسل برقرار رکھنے میں کامیاب رہے۔ اسے ہمیشہ مارشل لاء کے ذریعے تاراج کیا گیا۔ خواہ وہ عدنان مینڈریس کی حکومت ہو یا نجم الدین اربکان کا دور یا پھر رجب طیب اردگان کے دور کی موجودہ ناکام کوشش۔

ترک عوام رجب طیب اردگان کی حکومت بچانے کیلئے اس لئے بھی نکلے کہ اسلام پسندوں کی سابقہ روایات کی طرح انہوں نے بھی ایسے اقدامات کئے تھے کہ جس نے ترکی کو ترقی کی نئی منزلوں سے متعارف کروایا۔

ترکی کے موجودہ مارشل لاء کو ناکام بنانے کیلئے ترک عوام رجب طیب اردگان کی حکومت بچانے کیلئے اس لئے بھی نکلے کہ اسلام پسندوں کی سابقہ روایات کی طرح انہوں نے بھی ایسے اقدامات کئے تھے کہ جس نے ترکی کو ترقی کی نئی منزلوں سے متعارف کروایا۔ طیب اردگان 1994 سے لیکر 1998 ' تک استنبول کے میئر رہے۔ نوے کی دہائی میں استنبول کراچی کی موجودہ حالت پر تھا۔ شہر پر مافیاز کا قبضہ، منشیات کا دنیا کا تیسرا بڑا اور معاشی فراڈ کا دوسرا بڑا اڈہ بن چکا تھا۔ ٹریفک کا نظام بدترین، صفائی کا نظام انتہائی خراب، اسٹریٹ کرائم بلندترین سطح پر تھے۔ طیب اردگان نے بطور میئر پہلے شہر کو صفائی کے ذریعے آلودگی فری کیا اور پھر ٹریفک کو رواں دواں کیا۔ آئندہ دو برسوں میں شہر کو کرائم فری بنا دیا اور ایک ایک کرکے مافیاز کو بھی ختم کر دیا۔ شہر کے دو بلین ڈالر کے خسارے ختم کرکے شہر پر چار بلین ڈالر کا انفراسٹرکچر قائم کیا۔ یوں استنبول 4 سالوں میں ترقی یافتہ بن گیا اور کاروبار کیلئے ماڈل ترین شہر کا روپ دھار گیا۔ اسکے بعد اردگان کی پارٹی جب برسر اقتدار آئی تو

انہوں نے تین قسم کی ترجیحات پر کام شروع کیا۔ پہلی ترجیح میں انہوں نے گورننس، معیشت بحالی اور سماجی بہتری کو رکھا۔ دوسرے حصے میں مذہبی تشخص کی بحالی اور تیسرے حصے میں فوج کے اختیارات میں کمی کر کے معاشرے کو سویلین کرنا شامل کیا۔ انہوں نے چند ماہ میں پورے ملک کے گورننس کو بہتر کر دیا، تمام حکومتی نظام آن لائن ہونے کی وجہ سے کرپشن کا خاتمہ ہوا اور لوگوں کے مسائل گھر بیٹھے ہی حل ہونے لگے۔ پولیس کے نظام کو بہتر کر کے اس کے معیار کو فوج سے بہتر بنایا گیا، معیشت میں جی ڈی پی 43 فیصد تک بڑھ گیا۔ غربت تیرہ فیصد سے کم ہو کر چار اعشاریہ تو فیصد تک رہ گئی۔ لیرا ڈالر کے نصف تک پہنچ گیا۔ ہاؤسنگ سیکٹر پر توجہ دیکر 60 ہزار نئی نوکریاں پیدا کی گئیں جس سے ایک طرف روز گار کا مسئلہ حل ہوا تو دوسری طرف دیکھتے ہی دیکھتے ترکی کا انفراسٹرکچر بہترین ہوگیا۔ عوام نے انہی اقدامات کی وجہ سے انہیں 2002ء میں 34 فیصد، 2007ء میں 46 فیصد اور 2011 میں 50 فیصد ووٹوں سے اقتدار میں جگہ دے کر اطمینان کا اظہار کیا۔ اس کے علاوہ کچھ اقدامات جو رجب طیب ارگان کی محبت کا باعث بنے' ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

① طیب اردگان نے اپنے دور حکومت میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے ملکی قرضے زیرو کر کے انہیں قرضے لینے کی آفر کر دی۔

② ملکی تعلیمی نظام کو اسلامی بنانے کی وجہ سے سکولوں میں طالب علموں کی تعداد 65000 سے بڑھ کر 8 لاکھ تک پہنچ گئی۔

③ 12 سال کی عمر سے پہلے قرآن کی تعلیم حاصل کرنے پر پابندی ختم کر دی جس کے بعد تمام سکولوں میں قرآن پڑھانا اور مذہبی تعلیم دینا لازمی قرار دے دیا گیا۔

④ مسجد اور سکول کے 100 میٹر کے احاطے میں شراب بیچنا اور اس کا اشتہار تک لگانا ممنوع قرار دیدیا گیا۔

⑤ صرف ایک سال میں 17 ہزار نئی مساجد کی تعمیر کا بندوبست کیا گیا اور پرانی مساجد کی بحالی کا کام بڑے زور وشور سے شروع کیا گیا۔

⑥ ترک شہریوں کو گرین کارڈ جاری کر کے ملک کے کسی بھی ہسپتال میں مفت علاج کی سہولیات فراہم کی گئیں۔

⑦ ملکی یونیورسٹیوں کی تعداد 98 سے بڑھا کر 190 کر دی گئی۔

⑧ سرکاری دفاتر میں نماز باجماعت کے اہتمام کا آغاز کیا گیا اور دفاتر میں پردے اور حجاب کے ساتھ ڈیوٹی کی اجازت دیدی گئی۔ انہی اقدامات کی وجہ سے ایک خاتون جج نے 2015 میں سکارف پہن کر کیس سنا تو اہل یورپ کے لیے یہ بریکنگ نیوز بن گئی تھی۔

⑨ سودی بنکوں کی بجائے ''زراعت اسلامی بنک'' کو ترجیح دیکر عوام کو سود سے دور کرنے کی طرف قدم بڑھایا گیا۔

⑩ قومی آمدن میں 64 فیصد اضافہ ممکن ہوا۔

⑪ بارہ سالوں میں ہوائی اڈوں کی تعداد 26 سے بڑھا کر 50 کر دی۔

⑫ زرمبادلہ کے ذخائر 2011ء میں 92 بلین ڈالر تک پہنچ چکے تھے۔

⑬ سیاحت کو فروغ دیکر 20 ارب ڈالر سالانہ آمدن کا بندوبست کیا۔

⑭ 2011ء تک 13500 کلومیٹر سڑکیں اور 1076 کلومیٹر ریلوے کی لائنیں بچھائی گئیں۔

⑮ تعلیمی بجٹ 7.5 ارب لیرا سے بڑھا کر 34 ارب لیرا تک بڑھا دیا۔

یہ چند ایک کارناموں کی فہرست تھی جن کی بدولت آج کا ترکی اسلامی دنیا کا لیڈر بننے جا رہا ہے، انہی سنہرے کارناموں کی بدولت آج طیب اردگان عوامی دلوں پر راج کرتا ہے۔

اس سارے واقعے میں پاکستانیوں کے لیے سبق ہے۔ پاکستان میں کئی بار فوجی حکومت قائم ہوئی اور کئی بار جمہوری حکومت۔ یہاں عوام کی طرف سے فوج مقبول ہوئی اور نہ ہی کوئی جمہوری حکومت۔ وجہ صاف نظر آتی ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا۔ یہاں کے فوجی اور سویلین حکمرانوں کی طرف سے عوام کو ہر گزرتے دن کے ساتھ اسلام سے دور کرنے کی کوشش کی گئی۔ جس پر عوام بھی جمہوریت اور آمریت سے اُکتا گئے۔ وہ نہ کبھی فوج کے ساتھ ترک قوم جیسے اخلاص کے ساتھ شامل ہوئے اور نہ جمہوری حکومت کے ساتھ۔۔۔۔۔ یہاں ترکی کا واقعہ یہ پیغام دے رہا ہے کہ اگر کوئی پاکستانی حکمران عوام میں اردگانی مقبولیت چاہتا ہے تو پاکستان میں اسلامی رجحانات متعارف کروائے۔ اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے اقدامات شروع کرے۔ عوام پاکستانی حکمرانوں پر اردگانی جذبہ میں جانیں نچھاور کریں گے وگرنہ آنے پر مٹھایاں اور جانے پر جوتے ہی برسائے جاتے رہیں گے۔ خواہ فوجی حکمران ہوں یا جمہوری حکمران..... اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو بہادری اور قوت نافذہ عطا فرمائے۔ آمین!

عالم کفر مسلمانوں کے خلاف مذموم سازشوں میں مصروف ہے۔ علامہ عنایت اللہ رحمانی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ملتان کے ناظم علامہ عنایت اللہ رحمانی نے کہا ہے کہ عالم کفر مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کے لیے مذموم سازشوں میں مصروف ہے۔ قوم کو اتفاق واتحاد کی ضرورت ہے' لسانی وصوبائی تعصبات کو ختم کر کے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی ضرورت ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے مرکزی جمعیت واہل حدیث یوتھ فورس ضلع ملتان کے زیر اہتمام تحفظ حرمین شریفین سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ سعودی عرب میں دہشت گردی کی ناپاک ترین کارروائی پر امت مسلمہ میں سخت تشویش پائی جاتی ہے۔ مقامات مقدسہ پر دہشت گردانہ حملہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ حرمین شریفین اور مسجد نبویؐ پر حملہ ہمارے دلوں پر حملہ ہے' سعودی عرب میں خودکش حملہ سرزمین حرمین شریفین کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کی خوفناک سازش ہے۔ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے سٹی امیر حافظ عبدالحمید عابد' سٹی ناظم قاری عطاء اللہ عزیز نے کہا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث حرمین شریفین کے تحفظ ودفاع کے لیے اپنا تن من دھن قربان کر دے گی۔ حرمین شریفین کا تحفظ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ اس موقع پر اہلحدیث یوتھ فورس کے ضلعی جنرل سیکرٹری قاری ہدایت اللہ رحمانی نے اپنے خطاب میں کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام مسلمان ممالک متحد ہو کر یہود ونصاریٰ کی سازشوں کو ناکام بنا دیں۔

والدین کی اطاعت

تحریر
جناب مولانا عبدالمالک مجاہد

بحیثیت مسلمان ہمیں اپنے اندر جو صفات پیدا کرنا اور ان میں مزید اضافہ کرنا ہے‘ان میں والدین کی اطاعت بھی شامل ہے۔والدین کے ساتھ حسن سلوک‘ان کے ساتھ پیار محبت‘ان کے کام آنا‘ان کی باتوں کو ہر بات پر ترجیح دینا‘ ان کی رضا حاصل کرنا‘ ان کی اطاعت کرنا ایسے کام ہیں کہ اللہ رب العزت بھی اس سے خوش ہوتے ہیں اور یہی تزکیہ نفس ہے۔آپ کتنے ہی بڑے آدمی بن جائیں‘والدین کے لیے آپ وہی ہیں جو کبھی چھوٹے سے ہوا کرتے تھے۔آپ کی ایک ایک ادا سے والدین خوش ہوتے تھے۔آپ کی والدہ نے آپ کو کس طرح پالا پوسا‘ یہ وہی جانتی ہے۔وہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر بچے کو دودھ پلاتی ہے۔ذرا سا بیمار ہوئے وہ ساری رات جاگ کر گزارتی ہے۔بچپن میں تجھے دودھ پلایا۔اب تم بڑے ہوگئے ہو‘سکول سے کالج اور کالج سے یونیورسٹی پہنچ گئے۔بڑی ڈگری مل گئی اور نوکری بھی مل گئی‘اعلیٰ عہدے پر فائز ہوگئے۔والدین بیٹے پر فخر کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے والدین کے حوالے سے کچھ آداب‘ کچھ اصول بتا دیے کہ جس طرح صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی جائے گی‘اس کے علاوہ کسی کو مشکل کشا اور حاجت روا تسلیم نہیں کیا جائے گا اسی طرح والدین کے ساتھ احسان کرنا ہے۔اگر دونوں میں سے ایک یا دونوں ہی بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہیں کہنا اور نہ ہی انہیں جھڑکنا ہے۔ان کے ساتھ بڑی نرمی سے گفتگو کرنا ہے۔والدین کے سامنے محبت سے جھک جاؤ‘ان کے لیے دعائیں کرتے رہو کہ اے میرے رب! ان پر رحم کر‘ جس طرح انہوں نے بچپن میں میری تربیت کی ہے۔

ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا: اللہ کے رسول! بتایئے کہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں۔اس نے پھر پوچھا: اس کے بعد؟ تو ارشاد ہوا: ''تیری ماں'' اس نے پھر پوچھا: اللہ کے رسول! اس کے بعد کون ہے؟ آپ ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا: ''تیری ماں'' چوتھی مرتبہ ارشاد ہوا: ''تیرا باپ''۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کے بے شمار واقعات ہیں مگر ایک مؤثر واقعہ، میرے سامنے ہے۔آیئے! اس واقعہ کو پڑھ کر اپنے ایمان کو تازہ کرتے ہیں۔

اس واقعہ کو بیس پچیس سال تو گزر ہی چکے ہوں گے۔ایک بوڑھا باپ اپنے پچیس سالہ بیٹے کے ساتھ گھر میں بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ اچانک کسی نے دروازے پر دستک دی۔نوجوان اٹھا‘دروازہ کھولا تو سامنے ایک اجنبی شخص نظر آیا۔اس کے چہرے پر کرختگی اور ناراضگی کے آثار تھے۔نہ سلام نہ دعا‘وہ سیدھا اندر چلا آیا۔نوجوان کے والد کے چہرے پر پریشانی کے آثار نظر آ رہے تھے۔اس آدمی نے آتے ہی اس بوڑھے سے کہا: «اِتَّقِ اللّٰهَ وَسَدِّدْ مَا عَلَيْكَ مِنَ الدُّيُون» ''اللہ سے ڈر جاؤ اور میرا قرض واپس کرو۔'' میں نے بہت صبر کیا ہے‘اب میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔

ایک شخص نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا: اللہ کے رسول! بتایئے کہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں۔اس نے پھر پوچھا: اس کے بعد؟ تو ارشاد ہوا: ''تیری ماں'' اس نے پھر پوچھا: اللہ کے رسول! اس کے بعد کون ہے؟ آپ ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا: ''تیری ماں'' چوتھی مرتبہ ارشاد ہوا: ''تیرا باپ''۔

نوجوان نے اپنے والد کے پریشان چہرے کو دیکھا تو اسے بڑا دکھ ہوا۔اجنبی شخص اب قدرے بدتمیزی پر اتر آیا تھا۔نوجوان نے تھوڑا سا صبر کیا اور پھر اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا‘ وہ اپنے والد کی توہین برداشت نہ کر سکا۔اس نے پوچھا کہ بتاؤ میرے والد نے تمہارا کتنا قرض ادا کرنا ہے۔اس نے کہا کہ تمہارے والد نے میرے نوے ہزار ریال دینے ہیں۔نوجوان کہنے لگا کہ اب تم نے میرے والد کو کچھ نہیں کہنا‘ بس اب یہ قرض میرے ذمہ رہا۔تم کوئی فکر نہ کرو۔

بیٹا اپنے کمرے میں گیا۔ وہ کافی عرصہ سے اپنی شادی کے لیے پیسے جمع کر رہا تھا۔اس کی ہونے والی دلہن اس کا انتظار کر رہی تھی۔ان دنوں وہ شادی کی تیاری میں مشغول تھا‘ بڑی مشکل سے اس نے ستائیس ہزار ریال جمع کیے تھے۔بس تھوڑی سی رقم مزید باقی تھی اور پھر اس نے اپنی دلہن کو گھر لے آنا تھا۔

میں اپنے والد کی توہین برداشت نہیں کر سکتا‘ شادی پھر بھی ہو سکتی ہے‘اس نے سوچا اور ستائیس ہزار ریال لا کر اس شخص کی جھولی میں ڈال دیے۔فی الحال یہ ستائیس ہزار ریال پکڑو۔باقی مبلغ کے بارے میں فکر نہ کرو‘ جلد ہی تمہیں مل جائیں گے۔اس دوران اس نوجوان کا والد زور زور سے رونے لگا۔یہ خوشی کے آنسو تھے کہ میرا بیٹا اتنا فرمانبردار اور متقی ہے۔اس شخص سے کہنے لگا: یہ ستائیس ہزار میرے بیٹے کو واپس کر دو۔اس نے بڑی محنت سے اپنی شادی کے لیے یہ رقم جمع کی ہے۔یہ شدید ضرورت مند ہے۔اس کا میرے قرض سے کیا تعلق اور اس کا کیا گناہ ہے‘ قرض تو میں نے تم سے لے رکھا ہے۔اب نوجوان کی باری تھی۔اس نے اس شخص سے کہا: یہ مبلغ آپ اپنے پاس ہی رکھیں‘ میں باقی کا قرض بھی ان شاء اللہ جلد ہی بندوبست کر کے تمہیں دے دوں گا۔بس اب تم نے میرے والد کو تنگ نہیں کرنا۔اس آدمی کو بھی بڑی مدت بعد اتنی بڑی رقم ملی تھی‘ وہ بھی واپس کیسے کرتا۔اس دوران نوجوان اٹھا اور اپنے والد کی پیشانی پر بوسہ دیتے ہوئے کہنے لگا: ابا جان! آپ کی عزت‘ آبرو‘ مرتبہ اور مقام اس مبلغ سے کہیں زیادہ ہے۔آپ فکر نہ کریں‘ ہر چیز کا وقت مقرر ہے‘ میں بہت جلد اس کا قرض واپس کر دوں گا۔بوڑھے نے کھڑے ہو کر اپنے فرمانبردار‘ متقی اور نیک بیٹے کو گلے لگایا‘ روتے ہوئے کہنے لگا: میرے بیٹے! اللہ تم سے راضی ہو جائے‘ تمہیں مزید توفیق اور ترقی عطا فرمائے۔اس نے اپنے ہاتھ آسمانوں کی طرف اٹھا دیے۔ اپنے بیٹے کے لیے بہت ساری دعائیں کیں۔بیٹا بڑا ہی متقی اور پرہیزگار شخص تھا۔اللہ

رب العزت متقی انسان کو بہترین بدلہ عطا فرماتے ہیں۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾

''جو شخص تقویٰ کی راہ اختیار کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے آسانی پیدا فرماتا ہے اور اللہ اسے وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے جو اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔''

والد کا قرض ادا کرنے کے ایک یا دو دن بعد کی بات ہے کہ نوجوان اپنی ڈیوٹی پر گیا' وہ اپنے کام میں مشغول تھا کہ اس کا ایک بڑا پرانا دوست ملنے کے لیے آ گیا۔سلام دعا کے بعد اس کا دوست کہنے لگا: میں کل شہر کے بڑے تاجر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔اس کے پاس ایک بہت بڑا پروجیکٹ ہے۔اس بڑے منصوبے کے لیے اسے ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو متقی' پرہیزگار' اعلیٰ اخلاق والا' اللہ کا خوف رکھنے والا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ اس کام کو بھی خوب سمجھتا ہو۔اس نے مجھ سے کہا: مجھے اس منصوبے کے لیے مذکورہ صفات کا حامل شخص درکار ہے۔میرے ذہن میں فوراً تمہارا خیال آ گیا۔میں نے بتایا تو اس نے کہا: جلدی سے میری اس سے ملاقات کرواؤ۔اسی لیے میں تمہیں لینے آیا ہوں۔

نوجوان کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور کہنے لگا: کل میرے والد نے میرے لیے ڈھیروں دعائیں کی تھیں' لگتا ہے اللہ تعالیٰ نے میرے والد کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا ہے۔

قارئین کرام! میں یہاں ایک صحیح حدیث کا حوالہ دوں گا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''باپ کی دعا اپنی اولاد کے حق میں بہت زیادہ قبول ہوتی ہے۔''

دونوں دوست اس تاجر کے دفتر میں جا پہنچے۔تاجر نے اس نوجوان کا انٹرویو لیا' مختلف سوالات کیے۔اس نے دیکھا کہ یہ نوجوان اس منصب کے لیے مناسب ترین ہے۔اس کی تعلیم اور تجربہ ٹھیک ہے۔ اس نے پوچھا: ''تمہاری اس وقت تنخواہ کتنی ہے؟ نوجوان نے بغیر چھپائے سچ سچ بتا دیا: میری حالیہ تنخواہ 4970 ریال ہے۔

اب اس تاجر کی باری تھی' کہنے لگا کہ تم کل ہی سے نوکری جوائن کر سکتے ہو۔تم حالیہ نوکری سے استعفیٰ دے دو۔رہی تمہاری تنخواہ تو وہ پندرہ ہزار ریال مقرر کی جاتی ہے۔اس کے علاوہ تمہیں سیل پر کمیشن بھی ملے گا جو کارگردگی کی بناء پر 10 % تک جا سکتا ہے۔تین ماہ کی تنخواہ' مکان کے کرایہ کے لیے' نئے ماڈل کی گاڑی اور چھ ماہ کی ایڈوانس تنخواہ کہ تم اپنے گھریلو حالات درست کر سکو۔ بولو! کیا تمہیں منظور ہے؟ اس نوجوان نے یہ ساری آفرز سنیں تو بے اختیار رونے لگا۔بار بار کہنے لگا: «أَبْشِرْ بِالْخَيْرِ يَا وَالِدِي» ''ابا جان! خیر وبھلائی کی آمد سے خوش ہو جائیے'' تاجر اسے دیکھ رہا تھا' اس نے سوال کیا: نوجوان! تمہارے رونے کی وجہ کیا ہے؟ تو اس نے دو دن پہلے ہونے والا سارا واقعہ بیان کر دیا۔

جن معروف کاموں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان میں والدین کی عزت کرنا' ان کی اطاعت کرنا' ان کی خوشنودی کا آرزومند رہنا' اپنے آپ کو ان کی خدمت کے لیے وقف رکھنا' ان کے ساتھ نرمی کرنا' ان کی دیکھ بھال کرنا' ان کی نافرمانی سے بچنا' ان کو جو تکلیف اور پریشانی ہو' اسے دور کرنا بھی شامل ہے۔

وہ تاجر اس نوجوان کے تقویٰ' اس کی اپنے والد کے ساتھ محبت' دیانت داری' ایثار اور قربانی سے اتنا متاثر ہوا کہ کہنے لگا: تم نے ستائیس ہزار ریال اپنے والد کا قرض اتارنے کے لیے ادا کیے ہیں' اب باقی قرض میں ادا کروں گا۔

جن معروف کاموں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان میں والدین کی عزت کرنا' ان کی اطاعت کرنا' ان کی خوشنودی کا آرزومند رہنا' اپنے آپ کو ان کی خدمت کے لیے وقف رکھنا' ان کے ساتھ نرمی کرنا' ان کی دیکھ بھال کرنا' ان کی نافرمانی سے بچنا' ان کو جو تکلیف اور پریشانی ہو' اسے دور کرنا بھی شامل ہے۔البِرُّ کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے اللہ کے رسول کا ایک ارشاد پڑھتے ہیں: «الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ» ''نیکی دراصل حسن اخلاق کا نام ہے۔''

ایک خوبصورت واقعہ جو میں نے اپنی کتاب ''والدین' اطاعت ونافرمانی' واقعات کی زبانی'' میں نقل کیا ہے' پڑھتے ہیں:

وہ ایک نوخیز جوان تھا۔اس کی کار پوری رفتار سے سڑک پر دوڑ رہی تھی۔اچانک اس کی کار سامنے سے آنے والے ٹرک کے نیچے گھس۔اس سے پہلے کہ لوگ اس کے پاس پہنچیں پٹرول کی ٹینکی پھٹی اور اس کی کار کو آگ لگ گئی۔ پھر چند لمحات کی بات تھی کہ آگ نے اس کی کار کو پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ایکسیڈنٹ اتنا خوفناک تھا کہ جو دیکھتا وہ دہشت زدہ ہو جاتا۔تھوڑی ہی دیر میں سڑک پر بڑا ہجوم ہو گیا۔لوگ اپنی گاڑیوں سے اتر کر دیکھنے لگے کہ کیا ہوا۔کچھ باہمت نوجوان آگے بڑھے اور اسے کار سے نکالنے کی کوشش کرنے لگے۔سب کے ذہن میں یہی بات آ رہی تھی کہ وہ بری طرح جھلس چکا ہوگا۔

جب وہ آگے آئے تو انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔اتنا زبردست ایکسیڈنٹ اور پھر بھی نوجوان بالکل صحیح سلامت! یہ منظر دیکھ کر تمام لوگوں کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔

حاضرین میں سے ایک شخص نوجوان کے قریب آیا اور پوچھنے لگا: کیا تم نے کوئی ایسا عمل کیا ہے جس کے بارے میں تمہیں یقین ہو کہ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس بھڑکتی آگ میں بھی محفوظ رکھا؟ نوجوان نے جواب دیا: میں سعودی عرب کے مشہور شہر جدہ میں کام کرتا ہوں۔آج جب مجھے تنخواہ ملی تو میں جدہ سے سیدھا اپنی والدہ کے پاس پہنچا۔میری والدہ ''رابغ'' میں مقیم ہے۔ میں نے اپنی تنخواہ والدہ کی جھولی میں ڈال دی۔ والدہ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔وہ بے حد خوش تھی کہ میرا بیٹا کتنا فرماں بردار اور ماں سے کتنی زیادہ محبت کرنے والا ہے۔ پھر میری والدہ نے اپنے ہاتھ اٹھا دیے۔وہ میرے لیے ڈھیروں دعائیں کر رہی تھی۔ والدہ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے: میرے رب! میرے بچے کو' میرے لخت جگر کو ہمیشہ اپنے حفظ وامان میں رکھنا۔بس میرے رب نے میری والدہ کی دعا کو میرے حق میں قبول فرما لیا۔ میں نے اپنی والدہ کو راضی کیا اور آسمانوں والے نے مجھے ایک بڑی مصیبت بلکہ یقینی موت سے نجات عطا فرمائی۔

امت مسلمہ.....

فکری اتحاد اور وقت کے تقاضے

جناب مولانا امیر افضل اعوان

عالمی منظر نامہ پر نگاہ ڈالی جائے تو بخوبی احساس ہوتا ہے کہ ۵۷ سے زائد ریاستوں پر مشتمل اسلامی ممالک کو یہود و نصاریٰ نے گویا یرغمال بنا رکھا ہو اور ایٹمی صلاحیتوں کے حصول کے باوجود مسلسل ایک ہزیمت سامنے ہے جو آگے بڑھنے کی راہیں مسدود کئے ہے۔ مقبوضہ کشمیر، فلسطین، شام، عراق اور برما سمیت دیگر ممالک میں مسلمان بدترین درندگی کا شکار ہیں اور مغرب میں جانوروں اور پرندوں کے حقوق کے لیے کام کرنے والوں کو بھی مسلمانوں کے ساتھ رواء رکھے جانے والے مظالم دکھائی نہیں دیتے۔ بلکہ یہاں از خود سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت منظر نامہ کو دھندلا یا جاتا ہے۔ انہی سازشوں کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے امتی ہونے کا بے مثل تاج سر پر سجانے والے کلمہ گو مسلمان آج اپنی عظمت رفتہ سے یکسر محروم اور اسلام دشمن عناصر کے ہاتھوں میں کھلونا بن چکے ہیں۔ دنیا میں جہاں بھی نظر ڈالی جائے مسلمان پابہ زوال نظر آتے ہیں۔ کشمیر و فلسطین تو پہلے ہی امت مسلمہ کے رستے ہوئے زخم تھے مگر اب ان زخموں میں افغانستان، عراق، فلپائن، اریٹریا، یمن، لیبیا، الجزائر اور صومالیہ کے علاوہ ترکی، مصر، شام اور پاکستان و بنگلہ دیش سمیت دیگر ممالک کا بھی اضافہ ہو چکا ہے کہ جہاں عملاً سوچی سمجھی سازشوں کے تحت مسلم حکومتوں کو کمزور و بے بس کرتے ہوئے ایک طرف کٹھ پتلی حکمران مسلط کئے جا چکے ہیں تو دوسری جانب مسلم امہ کو معاشرتی، اخلاقی، مذہبی، علاقائی و لسانی بنیادوں کے ساتھ ساتھ رنگ و نسل کی بنیاد پر تقسیم در تقسیم کئے جانے کا سلسلہ پورے زور و شور کے ساتھ جاری ہے۔

امت مسلمہ کے خلاف گرچہ دشمنانِ اسلام روز اول سے مصروف عمل تھے مگر گذشتہ صدی کے آغاز میں یہ صورتحال اور زیادہ شدت کے ساتھ سامنے آئی۔ اسلام دشمن عناصر نے ۵۷ ممالک اور چھوٹی متنازعہ ریاستوں پر مشتمل عالم اسلام کو یرغمال بنانے کے لئے تمام تر توانائیاں صرف کرنے کے لئے تیاریاں مکمل کرلیں یہی وجہ ہے کہ آج آپ جس طرف بھی نظر ڈالیں مسلم ممالک میں بیرونی مداخلت ہر گزرتے دن کے ساتھ جارحانہ صورت اختیار کرتی جارہی ہے۔ مشرقی تیمور اور جنوبی سوڈان کو الگ کرنے کے بعد اب دیگر ممالک میں تقسیم کا زہر بویا جارہا ہے۔ عراق میں امریکی قبضہ کے بعد فرقہ واریت کا بیج بویا گیا اور آج حالات یہ ہیں کہ شمال میں واقع کرد علاقہ اب ایک الگ ریاست کی حیثیت اختیار کر چکا ہے کہ جہاں پرچم، پارلیمنٹ حتیٰ کہ ایک الگ کرنسی کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ کشمیر میں ہونے والے انسانیت سوز مظالم اور وہاں اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عملدرآمد کا فقدان عالمی برادری کی مجرمانہ ذہنیت کو عیاں کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں آج بھی امن نام کی کوئی چیز باقی نظر نہیں آتی۔ مقبوضہ کشمیر میں کمانڈر برہان دانی کی شہادت کے موقع پر مظاہرین پر قابض فوج کی فائرنگ سے وقوع پذیر ہونے والی ۲۱ شہادتیں ۳۰۰ سے زائد زخمیوں کے تڑپتے لاشے بھی عالمی امن کے نام نہاد علمبرداروں کو دکھائی نہیں دیتے۔ اسی طرح برما میں انسانیت کی تذلیل بھی اپنی جگہ ایک المیہ ہے مگر گذشتہ دنوں مدینہ پاک میں ہونے والا خودکش حملہ وہ بدترین واقعہ ہے کہ جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہوگی۔ یہ صورتحال بحیثیت مسلمان پوری امت مسلمہ کے لئے کسی لمحہ فکریہ بلکہ تازیانہ سے کم نہیں کہ آج اسلام دشمن عناصر کے قدم خانۂ خدا اور روضہ رسول ﷺ تک پہنچ چکے ہیں۔

قبل ازیں بھی سعودی عرب کے سرحدی علاقوں میں ہونے والی جھڑپیں اور حوثی قبائل کی جارحیت بھی کم نہ تھی۔ اس صورتحال کے تناظر میں دیکھا جائے تو اسلام دشمن عناصر کے خلاف مسلمانوں کا فکری اتحاد وقت کا وہ اہم تقاضا دکھائی دیتا ہے کہ ہم اپنا مذہبی فریضہ پورا کرتے ہوئے دشمنان ملت کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن جائیں۔ اس حوالہ سے سعودی عرب سمیت دیگر اسلامی ممالک کو اتحاد امت کے لئے خصوصی کردار ادا کرنا چاہیے کیوں کہ موجودہ صورتحال کا تسلسل برقرار رہنا ہمیں کسی اندھی کھائی کی طرف دھکیل رہا ہے۔ ہمسایہ ملک افغانستان میں امریکی فوج ملکی قوانین سے بالاتر اور کسی بھی فوجی آپریشن کے لئے مکمل آزادی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی صورتحال کسی المیہ سے کم نہیں کہ آج افغانستان نصف صدی سے جاری پاکستانی عنایتوں کو پس پشت ڈال کر اسلام دشمن عناصر کے دام میں آکر پاکستان کو آنکھیں دکھا رہا ہے جب کہ اس کے ۳۰ لاکھ سے زائد مہاجرین اب بھی پاکستانی سرزمین پر قیام پذیر ہیں۔ اور اس کے علاوہ سویت یونین کے خلاف افغانی تحفظ کے لئے دی جانے والی پاکستانی قربانیوں اور ہمارے جوانوں کی شہادتیں ایک الگ داستان ہے کہ جسے فراموش کرنا ممکن نہیں مگر مسلم امہ میں اتحاد و اتفاق کی کمی کے باعث آج حالات کا بگاڑ حد سے تجاوز کرتا چلا جارہا ہے۔

ان حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ امت مسلمہ دشمنان اسلام کی ریشہ دوانیوں کے مقابل سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑی ہوجائے اور بلاجواز باہمی اختلافات کا خاتمہ ممکن بناتے ہوئے ایک پلیٹ فارم پر یکجا ہوجائے۔

تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو بخوبی احساس ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کی آمد سے جہاں دنیا جہالت کے اندھیروں سے پاک ہوکر علم و آگہی کے نور سے منور ہوئی وہیں اسلام کی اشاعت و فروغ کے نتیجہ میں کفار کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب سے وابستہ افراد دین حق کی آفاقی تعلیمات اور محمد مجتبیٰ ﷺ کی سیرت طیبہ سے متاثر ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے اس صورتحال کو یہود و نصاریٰ نے اپنی اجارہ داری پر ضرب کاری جانتے ہوئے سازشوں کے جال بچھانے شروع کردیئے، جس پر ارشاد ربانی نازل ہوا کہ

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست مت بناؤ، یہ لوگ (تمہاری مخالفت

باقی صفحہ 12 پر

یادِ رفتگان .....

مولانا محمد ابراہیم شاہ ہاشمی قریشی رحمہ اللہ

تحریر: جناب نورالحق شاہ ہاشمی یاروخیل

مولانا قریشی مرحوم کی ولادت ۳ جنوری ۱۹۰۸ء بمطابق ۹ ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ بمقام یاروخیل ضلع میانوالی میں ہوئی۔ علاقائی روایات سے ہٹ کر آپ کا نام محمد ابراہیم تجویز ہوا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مقامی مدارس میں حاصل کی اور میٹرک کرنے کے بعد (جے۔وی) میں داخلہ لے لیا کہ دورِ عسرت میں یہی کچھ ممکن تھا۔ البتہ ساتھ ساتھ آپ نے ممتاز عالم دین مولانا محمد شریفؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ آپ نے ان بزرگوں سے بہت کچھ سیکھا۔

شکل وشباہت:

کشادہ چہرہ، نہایت پرکشش رنگت، مناسب قد کاٹھ، ہمیشہ علاقائی لباس، یعنی شلوار قمیص اور کبھی کبھی تہہ بند پہنتے اور ہمیشہ کلاہ پر پگڑی باندھتے تھے۔

تلاشِ روزگار:

ان کے اپنے بقول، انہیں ایک بنک میں ملازمت کی پیشکش ہوئی جو آپ نے قبول فرمالی مگر جب لوگوں سے سود وصول کرنے کو کہا گیا تو آپ نے انکار کردیا اور سودی ملازمت چھوڑ دی۔ پھر پٹوار پڑھی اور سروس شروع کی۔ فرمایا کرتے تھے کہ محکمہ مال میں بھی رشوت کے بغیر چارہ نہیں تھا، لہٰذا وہاں سے بھی مستعفی ہوگئے اور پھر درس وتدریس کے آبائی پیشے کو اختیار کرتے ہوئے محکمہ تعلیم سے منسلک ہوگئے۔

دوران ملازمت ضلع میانوالی کے مختلف علاقوں کی خاک چھانی۔ آپ جہاں کہیں بھی گئے، زہد، تقویٰ، دیانتداری اور فرض شناسی کی انمٹ مثالیں چھوڑ آئے۔ اندازِ بیاں نہایت واضح اور مدلل ہوا کرتا تھا کہ سننے والے کے دل میں بات اترتی چلی جاتی۔ میانوالی کے مختلف علاقوں میں آپ کے تلامذہ کی کثیر تعداد اب بھی موجود ہے۔

راقم الحروف کو آپ نے ۱۹۷۳ء میں خطبۂ جمعہ کے لیے حکم فرمایا جبکہ میری عمر اس وقت بمشکل ۱۵ برس تھی۔ پھر معذرت خواہانہ لہجہ دیکھ کر فرمایا کہ مجھے میرے تایا مولانا محمد شریف صاحب نے ۱۹۳۵ء میں خطبۂ جمعہ کے لیے کھڑا کیا تھا جبکہ ان کی اپنی عمر ۵۵ برس تھی۔ جس کے ۳۵ سال بعد تک وہ زندہ رہے۔ آج میں تمہیں کہہ رہا ہوں اور میری عمر بھی ۶۵ برس ہے اور میں نہیں جانتا کہ ۳۵ برس بعد میرا کیا حال ہوگا۔ تاہم آپ کی یہ خواہش اللہ پاک نے ۱۹۸۳ء میں پوری فرما دی۔ آپ بستر علالت پر تھے کہ میرے والد مرحوم نے مجھے خطبۂ جمعہ کے لیے منبر پر کھڑا کر دیا۔ جونہی میں نے خطبہ شروع کیا تو آواز سن کر مولانا محمد ابراہیمؒ باوجود علالت ونقاہت کے نہایت عجلت واشتیاق کے ساتھ مسجد میں تشریف لے آئے اور نماز کے بعد گویا ہوئے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتا ہے۔ (یعنی یہ اللہ کا بہت بڑا انعام ہے۔)

تحریری خدمات:

آپ نے توحید باری تعالیٰ کے موضوع پر ایک مختصر مگر جامع تصنیف چھوڑی ہے۔ آپ کا خطبہ استقبالیہ جو آپ نے حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کی آمد پر پڑھا تھا قابل دید ہے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے "الحق مر" کہ سچی بات کڑوی ہوتی ہے۔ سچ یہ ہے کہ آپ کی باتیں لوگوں کو کڑوی لگا کرتی تھیں۔ لیکن اگر کسی کو دودھ کڑوا لگے تو اسے بیمار ہی سمجھا جائے گا۔

اندازِ بیاں وتفسیر:

دورانِ تقریر تلاوتِ کلام پاک کرتے تو سامعین بے حد متاثر ہوتے۔ آپ سے جب کبھی کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو سائل کے مزاج اور ذہنی استعداد کے مطابق اور مختصر جواب دے کر اسے مطمئن کر دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ سے کہا گیا کہ فارم کی مرغی کا کھانا جائز نہیں کیونکہ یہ خون ملی خوراک کھاتی ہے اور خون حرام ہے۔ یہ سن کر آپ نے برجستہ جواب دیا کہ آزاد مرغیاں کیا کچھ نہیں کھا جاتیں۔

ایک مرتبہ سکول میں ہمارے ایک حنفی المسلک استاد نے اسلامیات کے پیریڈ میں سورۃ البینہ پڑھاتے ہوئے قرآنی الفاظ ﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ﴾ کی تفسیر میں "حنفاء" کا ترجمہ "حنفی" کر دیا۔ میں نے اس کا ذکر عمِ محترم سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ دیکھو! بیٹا حنفی کی جمع احناف یا حنفیہ تو سنی اور پڑھی ہے لیکن آج تک کسی حنفی نے بھی حنفی کی جمع حنفاء بیان نہیں کی، چہ جائیکہ یہاں حنفاء سے مراد حنفی لیے جائیں جبکہ جس امام کی نسبت سے یہ حنفی کہلاتے ہیں وہ تو نزول قرآن کی تکمیل سے بھی کم وبیش ستر سال بعد پیدا ہوئے تھے۔

اسی طرح ایک گنوار صبح صبح آپ کے پاس مسئلہ پوچھنے آیا، سائل اور مسئول کے مابین جو گفتگو ہوئی وہ حسب ذیل تھی:

سائل: میرا ایک بیل بیمار تھا، رات کو مرنے والا ہو گیا تو میں نے چھری لے کر ذبح کر دیا۔ اب کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ حرام ہے؟ آپ سے فتویٰ لینے آیا ہوں۔

محمد ابراہیم قریشی: کیا تم نے تکبیر پڑھی تھی؟

سائل: جی ہاں پڑھی تھی۔

قریشی صاحب: پھر کیسے حرام کہتے ہیں؟

سائل: کہتے ہیں کہ تو نے غلط جگہ سے ذبح کر دیا ہے۔

قریشی صاحب: کیا تم نے بیل کو ٹانگ سے ذبح کیا ہے؟

سائل مسکراتے ہوئے: جی نہیں، ذبح تو گلے سے کیا ہے۔

قریشی صاحب: اگر گلے سے ذبح کیا ہے تو پھر حلال ہے، میں سمجھا کہ شاید تو نے اسے ٹانگ سے ذبح کیا ہے۔

سائل: جناب مجھے کہتے ہیں کہ اس کا حلق (عقدہ) ادھر ہونا چاہیے تھا اور ادھر ہونا چاہیے تھا، اب میں تو نہیں جانتا کہ وہ کدھر کو ہونا چاہیے تھا۔

قریشی صاحب: اگر تمہیں کوئی تذبذب ہے تو لاؤ اس کا گوشت مجھے دے دو۔

سائل: آپ کے پاس اسی تشفی کے لیے ہی تو آیا تھا، اب مطمئن ہوں کہ اللہ کے حکم کے مطابق تکبیر پڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر میں نے تیز آلے کے ساتھ بیل کو گردن سے ذبح کیا ہے اس لیے اس کی حلت میں کوئی شک نہیں۔

وفات: ۱۹۸۳ء میں آپ عارضۂ قلب کا شکار ہوئے اور بالآخر ۶ مارچ ۱۹۸۴ء کو لاہور میو ہسپتال میں انتقال فرما گئے۔ آپ کے بیٹے ڈاکٹر محمد اسحاق شاہ (جواب فوت ہو چکے ہیں۔) نے نماز جنازہ پڑھائی اور اسی روز شہباز خیل، کے قبرستان میں یہ علمی خزانہ دفن کر دیا گیا۔

بھارت کی بدترین دہشت گردی پر عالمی اداروں کی خاموشی قابل افسوس ہے۔ امیر محترم

پروفیسر ساجد میر کا امیر تحریک المجاہدین جموں وکشمیر مولانا جمیل الرحمٰن کو ٹیلی فون۔ بھارتی جارحیت کی مذمت

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ کشمیر میں مظالم کے مقابلے میں دفتر خارجہ کا مذمتی بیان ناکافی ہے۔ حکومت کو یہ معاملہ اقوام متحدہ کے فورم پر مؤثر انداز میں اٹھانا چاہیے۔ اب بات مذمتی بیانات تک محدود نہیں رہنی چاہیے۔ کشمیر میں بھارت کی بدترین دہشت گردی پر عالمی اداروں کی خاموشی قابل مذمت ہے۔ کشمیر کا مسئلہ سیاسی سے زیادہ انسانی ہے۔ کشمیریوں کی حق خودارادیت کے لیے جدوجہد آئینی، سیاسی اور اخلاقی ہر لحاظ سے درست ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے تحریک المجاہدین جموں کشمیر کے امیر مولانا جمیل الرحمٰن سے ٹیلی فونک گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ پروفیسر ساجد میر نے ان سے بھرپور یکجہتی کا اظہار کیا۔ مولانا جمیل الرحمٰن نے بتایا کہ حالیہ پرتشدد کارروائیوں میں شہید ہونے والے کشمیریوں کی تعداد 35 ہو چکی ہے جبکہ 50 لوگ آنسو گیس اور تشدد سے بینائی سے محروم ہو چکے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ آج کشمیریوں کی چوتھی نسل بھارتی جارحیت کا مقابلہ کر رہی ہے۔ اگرچہ پاکستانی عوام اور حکومت کی ہمدردیاں ہمارے ساتھ ہیں لیکن جس طرح پاکستان کو کھل کر ہماری مدد کرنی چاہیے ویسے نہیں کی مگر اسکے باوجود ہماری چوتھی نسل وفائے پاکستان کے جرم میں اپنا سب کچھ نچھاور کر رہی ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے انہیں یقین دلایا کہ پوری پاکستانی قوم کشمیریوں کے ساتھ ہے۔ ہم اپنے کشمیری بھائیوں کو کبھی بھی تنہا نہیں چھوڑ سکتے۔ بھارتی فوج کے ہاتھوں تین روز میں 35 کشمیریوں کا قتل عام بدترین دہشت گردی ہے۔ بھارتی جارحیت پر امریکہ اور دیگر عالمی فورمز کی خاموشی افسوس ناک ہے۔ کشمیریوں کی جدوجہد آزادی ضرور رنگ لائے گی، شہدا کشمیر کا خون ضرور رنگ لائے گا۔ پاکستانی عوام کشمیریوں کے ساتھ ہیں۔ ہماری سیاسی اور اخلاقی حمایت جاری رہے گی۔ مولانا جمیل الرحمٰن نے کہا کہ کہاں ہے اقوام متحدہ اور اسکی قراردادیں؟ اقوام متحدہ کو آنکھیں کھولنا ہوں گی۔ یہ ہمارا آئینی حق ہے کہ ہم کس کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ جمہوریت اور انسانی حقوق کی بالا میں لڑنے والے کشمیر کے مسئلہ پر کیوں خاموش ہیں۔ بھارتی فوج کشمیریوں سے جینے کا حق چھین رہی ہے۔ کشمیریوں کی لاشیں اور انکا خون انصاف مانگ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت پاکستان مذمتی بیانات سے آگے نکلے اور ہمارا مقدمہ زوردار طریقے سے لڑے۔ انہوں نے کہا کہ کشمیری تکمیل پاکستان کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

مارشل لاء کے خواب ہمیشہ مسترد شدہ سیاستدان دیکھتے ہیں۔ پروفیسر ساجد میر

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ مارشل لا کے خواب ہمیشہ مسترد شدہ سیاستدان دیکھتے ہیں۔ عمران خاں کو معلوم ہو چکا ہے کہ ووٹ کے ذریعے وہ اقتدار میں نہیں آسکتے اس لیے وہ بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں۔ اب پاکستان بدل گیا ہے۔ عوام باشعور ہو چکے ہیں اور تمام ادارے اپنی حدود میں رہ کر کام کر رہے ہیں۔ اب کوئی طالع آزما نہیں آئے گا۔ مرکزی دفتر میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ چور دروازے سے اقتدار کے سارے راستے بند ہو چکے ہیں۔ سیاسی محاذ آرائی اور پوائنٹ سکورنگ کی سیاست کرنے والے جمہوریت کی خدمت نہیں کر رہے۔ موجودہ اسمبلیاں اپنی آئینی مدت پوری کریں گی۔ پیپلز پارٹی سندھ اور پی ٹی آئی کے پی کے میں اپنی کارکردگی دکھائیں۔ 2018ء کے انتخابات میں عوام نے الزامات کی سیاست پر نہیں بلکہ کارکردگی کی بنیاد پر ووٹ ڈالنے ہیں۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ پیپلز پارٹی جمہوریت پسند جماعت ہے اسے ماورائے آئین اقدام والی سازشوں کا حصہ نہیں بننا چاہیے۔ ملکی ترقی واستحکام کے لیے اسے میثاق جمہوریت میں کیے گئے عہد وپیمان کا خیال رکھنا چاہیے۔ اور کسی صورت جمہوریت کو ڈی ریل نہیں ہونے دینا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ بے لاگ احتساب بلاشبہ ملک وقوم کی ضرورت ہے۔ جمہوریت کی عملداری میں حقیقی اور بے لاگ احتساب سسٹم کا لازمی جزو ہونا چاہیے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ وزیراعظم نواز شریف پارلیمنٹ میں اپنے احتساب کی پیش کش کر چکے ہیں۔ اپوزیشن اپنی مرضی کے ٹی او آرز بنانا چاہتی ہے جس میں وہ صرف نواز شریف کو رکھنا چاہتی ہے جبکہ احتساب سب کا ہونا چاہیے۔

تحریک آزادی کشمیر فیصلہ کن موڑ پر آچکی ہے، کشمیریوں کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ امیر محترم

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے زیر اہتمام جمعہ کے روز یوم یکجہتی کشمیر منایا گیا، علماء نے خطبات جمعہ میں بھارتی جارحیت کی مذمت کی اور اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا گیا کہ بھارت کے خلاف جنگی جرائم کا مقدمہ چلایا جائے۔ جامعہ ابراہیمیہ میں خطاب کرتے ہوئے مرکزی امیر پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ یوم سیاہ منانا احتجاج کی ایک شکل ہے جو نا کافی ہے، کشمیر کمیٹی فعال بنا کر پاکستان سفارتی اور سیاسی محاذ پر بھرپور آواز اٹھائے۔ بھارت کو وارننگ دی جائے کہ اگر ظلم بند نہ ہوا تو ہم ہر سطح پر بھارت کا بائیکاٹ کریں گے۔ بھارتی فلمیں، ڈرامے فوری طور پر پاکستانی سینماؤں اور چینلز پر بند کیے جائیں۔ ہم ایک طرف یوم سیاہ مناتے ہیں تو دوسری طرف ان کے گیتوں پر بھنگڑے ڈالتے ہیں، یہ کھلی منافقت ہے۔ کشمیر کی تحریک آزادی فیصلہ کن موڑ پر آچکی ہے، کشمیریوں کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ بھارتی مظالم بنیادی انسانی حقوق کی صریحا خلاف ورزی ہے۔ اقوام متحدہ کو نوٹس لینا چاہیے اور اپنی قراردادوں کی روشنی میں رائے شماری کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ناانصافی اور آزادی کا حق چھیننے سے تشدد کو فروغ ملتا ہے۔ دنیا بھر میں ہونے والی تخریب کاری اور دہشت گردی قابل مذمت ہے تاہم یہ ناانصافیوں کا ردعمل بھی ہے۔ مرکزی ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم نے ڈی جی خاں میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی تمام سیاسی وندہبی قوتیں کشمیر پر بیک آواز ہیں۔ بھارتی ظلم اپنی انتہاؤں کو چھو رہا ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں 7 لاکھ فوج کو نہتے کشمیریوں پر کھلا چھوڑ رکھا ہے۔ حالیہ پرتشدد واقعات کے دوران کشمیر میں 40 مسلمان شہید جبکہ سینکڑوں کو آنکھوں سے محروم کر دیا گیا ہے۔ گوجرانوالہ میں سینئر نائب ناظم اعلیٰ مولانا محمد نعیم بٹ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کشمیر میں فوری آزادانہ انتخابات کرائے جائیں، اس کے نتائج جو بھی ہوں وہ سب کو قابل قبول ہونے چاہئیں۔ کشمیر کا مسئلہ سیاسی اور انسانی لحاظ سے بھی قابل توجہ ہے۔ اسکو کسی بھی صورت نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ جامعہ سلفیہ دعوۃ الحق کوئٹہ میں خطاب کرتے ہوئے نائب امیر مولانا علی محمد ابوتراب نے کہا کہ کشمیر میں بھارتی مظالم اس کے سیکولر ہونے کے دعووں کی نفی ہے۔ وہاں کی اکثریت بھارت سے علیحدگی چاہتی ہے انہیں ریاستی جبر کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ حکومت پاکستان کو مؤثر کردار ادا کرنا ہوگا۔ سیاسی اور سفارتی محاذ پر ٹھوس آواز بلند کرنا ہوگی۔ اسی طرح دیگر شہروں میں بھی علماء نے اپنے خطبات میں بھارتی مظالم کے خلاف مذمتی قراردادیں منظور کیں اور شہدائے کشمیر کے غائبانہ نماز جنازے ادا کیے گئے۔

جمعیت اساتذہ پاکستان کے نئے نظم میں پہلے اجلاس کی رپورٹ

جمعیت اساتذہ پاکستان، مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے اساتذہ کا ذیلی ونگ ہے۔ حال ہی میں نئی نامزدگیوں کے بعد لاہور، ساہیوال، گوجرانوالہ اور فیصل آباد ڈویژنز و اضلاع کا اجلاس 17 جولائی 2016ء بروز اتوار مرکزی دفتر لاہور میں پروفیسر حافظ عتیق اللہ عمر (صدر J.A.P) کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ آغاز پروفیسر عثمان ظہیر کی خوش الحان تلاوت سے ہوا۔ بعد ازاں صدر مجلس نے اجلاس کی غرض و غایت پیش کی۔ جماعت کی قیادت کے اعتماد کا شکریہ اور ہر سطح پر ضلعی ذمہ داران کے تعاون اور AYF و ASF کی مرکزی و مقامی قیادت اور جمعیت اساتذہ پاکستان کے سابقہ قائدین کو خراج تحسین پیش کیا اور جمعیت اساتذہ کے مطلوبہ اہداف کا تذکرہ کیا۔

دوسرے مرحلہ میں صدر مجلس نے بتایا کہ ہماری یہ نامزدگی ایک سال کے لیے ہے اور ہمارے ایک سالہ اہداف درج ذیل ہوں گے:

① مرکزی کابینہ، شوریٰ اور عاملہ کا قیام۔
② جمعیت اساتذہ کا دستور تیار کرنا۔
③ صوبائی، ڈویژنل، ضلعی اور تحصیلی نظم قائم کرنا اور کروانا۔
④ ملک بھر کے ممکنہ دورہ جات۔
⑤ جمعیت اساتذہ کا بھرپور تعارف و تشہیر۔
⑥ کم از کم 10 ہزار اہل حدیث اساتذہ کا Data جمع کرنا۔
⑦ اہل حدیث رسالہ میں بھرپور حصہ۔
⑧ کم از کم 2 تفریحی مقامات کے دورہ جات۔ ان شاء اللہ
⑨ ضلعی، صوبائی اور مرکزی سیمینارز۔
⑩ تمام تعلیمی اداروں میں زیادہ سے زیادہ سلفی اساتذہ کی بھرتی کروانا
⑪ دیگر اساتذہ تنظیموں سے مضبوط رابطہ۔
⑫ اساتذہ کے اہم ایشوز پر بھرپور مہمات۔
⑬ رہنمائے اساتذہ پر کتاب کی چھپوائی۔
⑭ اساتذہ کی ملک بھر میں تربیتی ورکشاپس۔
⑮ اساتذہ کی محکمانہ رہنمائی۔

اسی دوران نماز ظہر کا وقفہ ہوا۔ اجلاس کی دوسری نشست میں سب سے پہلے ڈویژنل اور ضلع ذمہ داران کے تین ماہ کے اہداف کا اعلان کیا گیا جو کہ حسب ذیل ہوں گے:

① اہل حدیث رسالہ لگوائیں۔
② اساتذہ کا Data اپنے اضلاع یا مرکز کو مہیا کریں۔
③ اپنے ہاں نظم کو مکمل کریں اور ماتحت نظم کا قیام یقینی بنائیں۔
④ کانفرنسز اور جلسوں میں جمعیت اساتذہ پاکستان کی تشہیر کریں
⑤ مرکز کو مسلسل Reports ارسال کریں تاکہ اہل حدیث رسالہ کے ذریعے عام کی جاسکیں۔
⑥ تنظیمی رابطہ اور اجلاس باقاعدہ بنیادوں پر کریں۔
⑦ ہر سطح پر مرکزی جمعیت، اہل حدیث یوتھ فورس، اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن کے ساتھ مسلسل رابطہ اور مشاورت۔
⑧ اپنی موزوں اور اچھی تجاویز سے مرکز کی مسلسل رہنمائی کریں
⑨ ماہ اگست میں ہونے والے جماعتی ولی پروگرامز میں جمعیت اساتذہ کے پلیٹ فارم میں شرکت کو یقینی بنائیں اور مرکز کو مطلع بھی فرمائیں
⑩ زیادہ سے زیادہ ذیلی یونٹس کا قیام عمل میں لائیں۔
⑪ مرکزی قیادت کو علاقائی پروگرامز میں مدعو کریں۔ تاکہ جمعیت اساتذہ کو ملک بھر میں نئے سرے سے متعارف کروایا جاسکے۔
⑫ اپنی اپنی سطح پر ممکنہ دفاتر قائم کریں۔

ساتھ ہی کام کرنے کا لائحہ عمل بتایا گیا جو کہ مندرجہ ذیل ہے:

لائحہ عمل:

① تنظیم سازی۔ ② ٹیچرز ڈے۔
③ تربیتی ورکشاپس۔
④ اہم تعلیمی مسائل پر رہنمائی کے لیے سیمینار۔
⑤ ربیع الاول میں معلم اعظم کانفرنسز۔
⑥ تفریحی مقامات کے دورہ جات۔
⑦ ضلع، ڈویژنل، صوبائی اور ملکی سطح پر سیمینارز۔
⑧ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے پیغام کو عام کرنا۔
⑨ اپنے ذاتی / مقامی مسائل سے اپنے ضلع اور پھر ڈویژن اور مرکز کو آگاہ کرنا۔
⑩ پرنٹ، الیکٹرانک اور سوشل میڈیا پر بھرپور پیغامات۔

اسی دوران جمعیت کے مالی امور کے لیے مشاورت کے بعد فیصلہ ہوا کہ فی الحال ہم کام کریں۔ اللہ تعالیٰ بھی ہماری مدد کریں گے اور ہر قدم پر مرکزی جمعیت کی سرپرستی حاصل رہے گی۔ جمعیت کے دوست بھی ہر سطح پر جماعتی احباب اور بردار تنظیمات کے ساتھ مسلسل مشاورت کا خصوصی اہتمام کریں گے۔ ان شاء اللہ!

بعد ازاں محسن اساتذہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد نے اپنے خصوصی خطاب میں اجلاس کی کامیابی پر مبارکباد دی، مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے بھرپور عزم اور اپنی نیتوں کو اللہ کے لیے خالص کرنے اور منفی کی بجائے مثبت سوچ کے ساتھ آگے بڑھنے کا پیغام دیا۔

اجلاس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم حفظہ اللہ نے معاشرے میں استاد کے کردار، جمعیت اساتذہ کی اہمیت و افادیت اور اہداف کا خصوصی تذکرہ کیا۔ ساتھ ہی ناظم اعلیٰ پنجاب میاں محمود عباس حفظہ اللہ نے بھی اساتذہ کو ان کے حقیقی منصب اور قوم کے نونہالوں کی رہنمائی کے لیے مسلسل تربیت اور تعلیم کو تبدیلی کا ذریعہ بنانے کی طرف توجہ دلائی۔ صدر مجلس نے تمام مرکزی قیادت کی خصوصی شرکت کا شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث کی قیادت پر اعتماد کا اظہار، نامزدگی کے شکریے، تحفظ حرمین، بھارتی مظالم کی کشمیر میں مذمت، سابقہ قیادت کو خراج تحسین اور ناظم دفتر صاحبزادہ بابر فاروق رحیمی کے خصوصی تعاون پر شکریے کی قراردادیں پیش کی گئی۔ ساتھ ہی اوکاڑہ کے ڈاکٹر عبداللہ خالدؒ، قاری عبدالمتین اصغر کے بھتیجے کی ناگہانی وفات، مرید کے میں جماعتی ذمہ دار کے انتقال اور امیر قصور مولانا ابراہیم کاظمؒ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس کے آخر میں محترم امتیاز احمد ایڈووکیٹ (سابق صدر AYF پاکستان)، مولانا عبدالرشید ہزاروی، سید سبطین شاہ صاحب کے والد محترم اور سید طالب الرحمٰن شاہ کے لیے خصوصی دعا بھی کی گئی۔

اجلاس میں 12 اضلاع کے 60 نمائندگان نے بھرپور شرکت کی۔ تقریباً 4 گھنٹے جاری رہنے والا اجلاس نیک خواہشات، عزم نو کے جذبات اور خصوصی دعاؤں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

اجلاس کے دوران درج ذیل احباب نے کار آمد تجاویز پیش کیں اور اپنے تعاون کا یقین دلایا۔

پروفیسر عبدالرحیم اشرف، حافظ عطاء الرحمٰن عامر، مولانا نور اللہ واثق، مولانا محمد اکرم سالک، مولانا محمد فاروق محمدی، پروفیسر عبدالباسط ظہیر، پروفیسر خضر حیات، جناب محمد ابو بکر، عبدالواحد ندیم، مولانا عبدالجبار، قاری شبیر انجم، ظفر عباس چونیاں، شیخ محمد خالد، حافظ عبداللطیف وٹو، مولانا محمد طارق جاوید، پروفیسر محمد افضل، محمد منشاء بٹ، عتیق الرحمٰن عزیز، محمد عباس طور، عبدالقیوم صابر، پروفیسر عبدالغفار، پروفیسر شفیق الرحمٰن، مولانا ثنا اللہ زاہد، پروفیسر محمد سلطان، جناب نور اللہ واثق سیالکوٹی، حاجی محی الدین بھٹی، جاوید اقبال بخاری، محمد رفیق وٹو، سیف اللہ طیب اور عبدالرشید قمر کی طرف سے جمعیت اساتذہ کے فنڈ کے لیے 10، 10 ہزار روپے کا اعلان بھی کیا گیا۔

اجلاس کا اختتام مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی طرف سے ظہرانے پر ہوا۔ اس دوران امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے جمعیت اساتذہ کی مرکزی قیادت سے خصوصی گفتگو میں جمعیت اساتذہ کی اہمیت، جماعت کی طرف سے بھرپور تعاون، کار کردگی کے تسلسل اور جہد مسلسل کی نصیحت فرمائی۔

اجلاس کے دوران جمعیۃ اساتذہ کے دستور کی نظر ثانی کے لیے ایک دستوری کمیٹی تشکیل دی گئی جو پروفیسر عطاء الرحمٰن ظہیر کی نگرانی میں کام کرے گی۔ ڈاکٹر سعید احمد چنیوٹی، محمد عباس طور ان کے معاون ہوں گے۔ کمیٹی ایک ماہ میں اپنی رپورٹ پیش کرے گی جس کے بعد ضروری ترامیم کی جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

پروفیسر عطاء الرحمٰن ظہیر۔ جنرل سیکرٹری جمعیت اساتذہ پاکستان

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے زیر اہتمام ملک بھر میں "یوم تقدس حرمین" منایا گیا

پروفیسر عبدالغفور راشد اور حافظ ذاکر الرحمٰن صدیقی ودیگر کا مظاہروں سے خطاب

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے زیر اہتمام ملک بھر میں جمعۃ المبارک کو "یوم تقدس حرمین" منایا گیا۔ تمام مساجد میں خطبہ جمعۃ المبارک حرمین شریفین کے تحفظ کے عنوان پر پڑھایا گیا۔ دوران خطبہ مدینہ منورہ پر حملے کی مذمتی قرار دادیں پیش کی گئیں اور نماز جمعہ کے بعد مدینہ منورہ پر ہونے والی دہشت گردی کے خلاف احتجاجی مظاہرے کیے گئے۔ لاہور' فیصل آباد' سیالکوٹ' اسلام آباد' اوکاڑہ' ملتان' کراچی' کوئٹہ' تربت' باجوڑ ایجنسی' ایبٹ آباد سمیت دیگر شہروں میں احتجاجی مظاہرے کیے گئے۔ مظاہرین نے دہشتگردوں کے خلاف شدید نعرہ بازی کی۔ اس حوالے سے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم ذیلی تنظیمات پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد نے لاہور میں احتجاجی مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سعودی عرب کی سلامتی اور حرمین کے دفاع کے لیے ملک گیر تحریک چلائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مدینہ منورہ کے حملے کے بعد حرمین کے دفاع اور تحفظ کے لیے پاکستانی فوج کا سعودی عرب بھیجنا ناگزیر ہے۔ حکومت اس معاملے پر سنجیدہ رویہ اپنائے۔ حافظ ذاکر الرحمٰن صدیقی نے اپنے خطاب میں کہا کہ مدینہ منورہ پر حملہ مسلمانوں کی ایمانی حرارت کو چیک کرنے کی مذموم سازش ہے۔ عالم اسلام متحد ہو کر کفار کے چیلنج کا جواب دے اور ان کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دے۔ انہوں نے کہا کہ حرمین شریفین کا تحفظ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ ہم حرمین کے دفاع کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

ترک عوام نے آمریت کا راستہ روک کر تاریخ رقم کی۔ میاں محمود عباس

مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے ناظم اعلیٰ میاں محمود عباس نے کہا ہے کہ ترکی میں عوام نے آمریت اور مارشل لاء کا راستہ روک کر عالم کفر کو انقلاب کی نوید سنا دی ہے۔ اسلامی انقلاب کا بگل بج چکا ہے۔ اسلامی دنیا کو بدامنی میں دھکیلنے والی قوتیں خود اپنے جال میں پھنستی نظر آ رہی ہیں۔ حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے گذشتہ روز مرکزی دفتر راوی روڈ لاہور میں اجلاس کے دوران میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ترک عوام خراج تحسین کے مستحق ہیں جنہوں نے دنیا کی تاریخ بدل کر رکھ دی ہے اور دیگر ممالک کے لیے بھی ایک سبق ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی ممالک میں بدامنی کی آگ بھڑکانے والے اب بہت زیادہ پریشان ہیں کیونکہ اس آگ کے شعلوں کا رخ ان کی اپنی طرف ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کشمیریوں کو ان کا حق خود ارادیت مل کر رہے گا۔ ان کی قربانیاں رنگ لا رہی ہیں۔ سرینگر میں بھارتی بربریت کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کشمیریوں کی ہر قسم کی اخلاقی سپورٹ جاری رکھے گی۔

جمعیت اساتذہ پاکستان کی ڈویژنل نامزدگیاں

ڈویژن	سرپرست اعلیٰ	صدر	جنرل سیکرٹری	ناظم مالیات	سیکرٹری اطلاعات
لاہور		فیض اللہ غوری	نعیم آصف	عباس شاہین	پروفیسر خضر حیات
گوجرانوالہ	نوراللہ واثق	حامد الرحمٰن	عبدالعظیم جانباز		پروفیسر عبدالغفار
ساہیوال		عبدالقیوم صابر	قاری شبیر انجم		ماسٹر اصغر علی
فیصل آباد		پروفیسر سعید احمد چنیوٹی	محمد عباس طور		محمد زبیر رشید

منجانب: پروفیسر عطاء الرحمن طہیر..... جنرل سیکرٹری جمعیت اساتذہ پاکستان

ایک نامور معلمہ کا انتقال پر ملال

⊙ جامعہ تعلیم القرآن والحدیث للبنات جھنگ روڈ فیصل آباد کی مدیرہ محترمہ ۱۹ جولائی ۲۰۱۶ء کو ۷۲ سال کی عمر میں انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحومہ ۱۹۷۷ء سے شعبہ درس وتدریس اور دعوت وارشاد سے وابستہ تھیں۔ بے شمار بچیاں ان سے قرآن وحدیث کے علم سے آراستہ ہوئیں۔ بہت سے غیر اہل حدیث خاندان مسلک اہل حدیث سے وابستہ ہو گئے۔ مرحومہ اولاد نرینہ سے محروم تھیں۔ انہوں نے اپنے بھتیجے کو لے پالک بیٹا بنا لیا تھا جو بسلسلہ روزگار کویت میں مقیم تھا۔ مرحومہ کے خاوند جب فوت ہو گئے تو سفر میں دشواری کے لیے کویت سے بیٹے مستقل طور پر یہاں بلا لیا اور اب یہ بیٹا حافظ شاہد اشرف ناظم جامعہ کے طور پر امور انجام دے رہا ہے۔ انہیں اپنے چچا حافظ انعام الحق کا تعاون بھی حاصل ہے۔ مرحومہ کی پہلی نماز جنازہ شیخ الجامعہ مولانا عبدالشکور صاحب نے پڑھائی جس میں کثرت سے لوگ شریک ہوئے۔ دوسری نماز جنازہ آدھ گھنٹہ بعد ۶ بجے ادا کی گئی۔ جامعہ کی عمارت اپنی وسعتوں کے باوجود تنگئ داماں کا گلہ کر رہی تھی اور رقت آمیز منظر تھا۔ ان کی ہزاروں شاگردات موجود تھیں۔ اس جنازے میں بھی دور دراز علاقوں سے لوگ شریک ہوئے اور شہر سے علماء کرام اور احباب کثیر تعداد میں تشریف لائے۔ نماز جنازہ کی امامت کا فریضہ مولانا ارشاد الحق اثری نے انجام دیا۔ جنازہ میں مولانا محمد یوسف انور' پروفیسر محمد یٰسین ظفر' مولانا محمد یونس بٹ' قاری عبدالحفیظ' مولانا عبداللہ ثار' صاحبزادہ عبدالعلیم یزدانی' مولانا عبدالحی انصاری' علامہ عبدالصمد معاذ' حافظ انعام الحق' میاں جمیل الرحمٰن اپل اور مولانا عتیق الرحمٰن کھوکھر سمیت دیگر ذمہ داران جمعیت خصوصاً شریک ہوئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے جملہ متعلقین کو اس صدمہ پر صبر جمیل کی توفیق سے نوازے۔ (ادارہ)

اگر ضرورت ہو تو

⊙ ایک حافظ قرآن' فاضل علوم عربیہ اسلامیہ' فاضل مدرس درس نظامی' امام' خطیب' کہنہ مشق مدرس' شیخ الحدیث' برائے تعلیم طلبہ وطالبات موجود ہے۔ ذیل نمبر پر فوری رابطہ کریں۔

فون: 0308-5602830

ضرورت خادم

⊙ جامع مسجد توحید اہل حدیث نشتر ٹاؤن داروغہ والا لاہور کے لیے متشرع اور محنتی خادم کی ضرورت ہے۔

رابطہ: ماسٹر شوکت: 0300-4170631

اخبار الجماعۃ

حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے تمام جماعتیں متحد ہیں۔حافظ مقصود احمد

⊙ حرمین شریفین امن و امان کا گہوارہ ہیں۔ دشمنان اسلام کو حرمین شریفین کا امن گوارا نہیں۔ عالم اسلام میں افراتفری کے لیے دشمن قوتوں نے داعش کی بنیاد رکھی ہے۔ امریکہ داعش کو فنڈنگ کر رہا ہے۔ مغربی ممالک پرسکون زندگی بسر کر رہے ہیں جبکہ مسلمانوں کے سکون کو برباد کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار حافظ مقصود احمد امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث اسلام آباد نے اپنے ایک بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت امت مسلمہ کو اتحاد کی سخت ضرورت ہے تاکہ اسلام دشمن قوتوں کو منہ توڑ جواب دیا جا سکے۔ پاکستان کی تمام سیاسی جماعتیں حرمین شریفین کے تحفظ کیلئے متحد ہیں۔ اب وقت آ چکا ہے کہ استعماری قوتوں کی سازشوں کا بھرپور جواب دیا جائے۔ دہشت گردی کا نشانہ ان ملکوں کو بنایا جا رہا ہے جو امن چاہتے ہیں۔ کشمیریوں پر ظلم و تشدد کی تازہ لہر نے انڈیا کے سیکولر چہرے کی حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے۔ اگر عالم اسلام متحد ہو کر انڈیا کے خلاف کشمیری مسلمانوں کا ساتھ دے تو انہیں آزادی مل سکتی ہے۔ کشمیریوں کی جدوجہد آزادی ضرور کامیابی سے ہمکنار ہوگی۔

منجانب: میڈیا سیل۔ اسلام آباد

مبارکباد

⊙ پروفیسر عتیق اللہ عمر صاحب اور پروفیسر عطاء الرحمن ظہیر صاحب کو بالترتیب جمعیت اساتذہ پاکستان کا صدر اور جنرل سیکرٹری نامزد ہونے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے دین کا کام لے اور جماعتی دوستوں کو جو توقعات وابستہ ہیں ان پر پورا اترنے کی توفیق دے۔ آمین!

عبدالقیوم صابر.....صدر جمعیت اساتذہ ضلع اوکاڑہ

محمد عیسیٰ.....جنرل سیکرٹری جمعیت اساتذہ ضلع اوکاڑہ

پرویز اختر سیار.....صدر BTU ضلع اوکاڑہ

صوفی محمد اقبال.....صدر عریبک جمعیت اساتذہ ضلع اوکاڑہ

مدینہ منورہ میں دہشت گردی

⊙ مدینہ منورہ میں دہشت گردی کی مذمت کے موضوع پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع وہاڑی میں خطبات جمعہ ۲۲ جولائی جامع مسجد اہلحدیث ای بلاک بورے والا' مولانا حافظ غلام اللہ محمدی صاحب امیر ضلع وہاڑی' مدرسہ سلفیہ دوکوٹہ میلسی' حافظ عبداللہ طیب صاحب' جامع مسجد قدس گگو منڈی' حافظ محمد بلال ثاقب ناظم ضلع وہاڑی' جامع مسجد اقصیٰ اہل حدیث وہاڑی' مولانا محمد اسماعیل بلوچ' جامعہ اسلامیہ سلفیہ ڈلن' مولانا احمد علی سیف' جامع مسجد توحید اہل حدیث میلسی' حافظ اسد اللہ اسلم' جامع مسجد اہل حدیث چک 107/10-B مولانا ثناء الرحمن' جامع مسجد اہلحدیث چاہ ڈیرے والا' ڈاکٹر حافظ عامر رشید۔

المرسل: احمد علی سیف' ناظم تبلیغ ضلع وہاڑی

اعلان داخلہ

⊙ جامعہ سلفیہ اسلام آباد میں شعبہ تخصص میں داخلہ 6 اگست 2016ء تک جاری رہے گا۔ ذہین اور محنتی طلبہ جلد رابطہ کریں گے۔

رابطہ: ڈاکٹر طاہر محمود' جامعہ سلفیہ H/8 اسلام آباد

0300-5315648

انا للہ وانا الیہ راجعون!

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی کو صدمہ

⊙ معروف اہل قلم مولانا محمد رمضان یوسف سلفی (فیصل آباد) کی والدہ محترمہ ۱۹ جون ۲۰۱۶ء بروز اتوار تقریباً ۸۵ برس کی عمر میں انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحومہ بڑی نیک خصال اور صالحہ خاتون تھیں' کافی عرصہ سے زیر علاج تھیں بالآخر وقت مقررہ آن پہنچا۔ ان کی نماز جنازہ سے قبل مولانا محمد یوسف انور نائب امیر مرکزیہ نے فکر آخرت کے حوالہ سے مختصر و جامع خطاب کیا۔ نماز جنازہ میں سینکڑوں احباب گرامی و دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں نے شرکت کی۔ نماز جنازہ حکیم ثناء اللہ ثاقب نے پڑھائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بشری لغزشوں سے درگذر فرما کر انہیں جنت الفردوس میں مقام دے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین!

شریک غم: حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی' کوٹ رادھا کشن

مولانا عبدالقادر عثمان کو صدمہ!

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرہ کے سرپرست وخطیب مرکزی جامع مسجد اہل حدیث انصار کالونی گوجرہ مولانا عبدالقادر عثمان صاحب کے بہنوئی محمد یوسف ہارون (جنرل سیکرٹری انجمن تاجران ریگل روڈ فیصل آباد) اچانک ہارٹ اٹیک ہونے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ جنہیں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد فیصل آباد قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ علاوہ ازیں مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرہ کے ناظم مالیات مولانا عدنان افضل کی دادی جان انتقال کر گئیں۔ ان کے آبائی گاؤں چک نمبر ۳۵۱ ج ب کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

منجانب: محمد سرفراز حسن' ناظم نشر و اشاعت تحصیل گوجرہ

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت
پروپرائیٹر: ایم اکرام مغل (ماہر مکینک)
سپر سٹار
ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ سسٹم
0333-8294645
055-4237974
0312-7343693
ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔
حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier
الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر
نیو ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے
ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔
پروپرائیٹر محمد عثمان
Mob:0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167
نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

مولانا محمد عثمان کی رحلت!

⊙ چک نمبر ۱۱۲ علی آباد تحصیل سانگلہ ہل کے بزرگ عالم دین مولانا محمد عثمان پیرانہ سالی میں مؤرخہ ۱۷ جولائی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم جید عالم دین اور مناظر تھے۔ علاقہ بھر میں ان کی دینی ومسلکی بے شمار خدمات ہیں وہ نہایت متقی، ملنسار، مہمان نواز اور شب زندہ دار تھے۔ مرحوم مولانا قاری شفیق الرحمٰن کے والد گرامی تھے جو ان کی مسند کے جانشین ہیں۔ اگلے دن ۱۸ جولائی کو مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں احباب جماعت، اساتذہ وطلبہ ودیگر افراد کثیر تعداد میں شریک ہوئے، نماز جنازہ مولانا یونس بٹ (جامعہ سلفیہ) نے پڑھائی۔ نماز جنازہ کے بعد انہیں آبائی علاقہ لالہ موسیٰ ضلع گجرات کے مقامی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان کی بشری لغزشیں معاف فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

شریک غم: چوہدری عبدالغفور، عبدالمنان وابلہ چک ہذا

⊙ جناب قاری عبدالقیوم مدنی، ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث (حلقہ سید عبدالغنی شاہ) کا مونکی کی والدہ محترمہ گذشتہ دنوں قضائے الٰہی سے وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور سلیقہ شعار خاتون تھیں۔ قارئین ان کی مغفرت اور رفع درجات کے لیے دعا فرمائیں۔

رابطہ نمبر: 0300-6476904

⊙ قاری عبدالرحمٰن شاہین سابق صدر AYF ضلع شیخوپورہ کے والد محترم شیخ الحدیث مولانا منیر احمد نبی پوری مؤرخہ 13 جولائی بروز بدھ قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ مرحوم کافی عرصہ درس وتدریس سے منسلک رہے۔ شریک غم: حافظ محمد افضل

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ — مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ''جوہر نایاب'' تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفاخانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ
0345-6213064

مدارس وجامعات کی طالبات کے لیے خوشخبری

وفاق المدارس کے العالمیۃ کے نصاب میں شامل تفسیر کی مایہ ناز کتاب

تفسیر فتح القدیر (عربی)

(النور، الاحزاب، محمد، الفتح، الحجرات)

تحقیق وتخریج کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔

جس میں تمام تر نصوص کی تحقیق وتخریج عرب علماء کی نگرانی میں مکمل ہوئی ہے

- واضح اور جلی حروف
- امام شوکانیؒ کے مستند حالاتِ زندگی
- امام شوکانیؒ کی تالیفات کا بھرپور احاطہ

4 کلر خوبصورت ٹائٹل 224 صفحات

ملنے کا پتا: مکتبہ اسلامیہ، ہادیہ حلیمہ سینٹر، غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور 042-37244973 - 37232369

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

مکمل ایمپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔

گولڈن

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

امپورٹڈ U.P.S بھی دستیاب ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ
0300-6430739
055-4213430

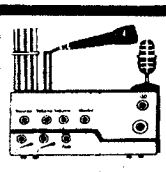

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائیر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

محمد ذیشان ربانی
0343-6007696

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ
فون نمبرز: 055-4212804,4226706-0300-6430029

جامعہ دارالسلام
چوک شاہ عباس ملتان
فون: 0301-7407784
(0300-7187986)

قاری مجلی خان حفظہ اللہ
جامعہ دارالسلام کے فضلاء کرام اور معلمات قرآن پاک سے اپنے اپنے علاقہ میں حفظ قرآن کلاسز کا آغاز کریں اور ثواب جاریہ کمائیں

ضروری ہدایات
• جامعہ کے کمپیوٹرائزڈ نظام کے تحت داخلہ ہوگا
• داخلہ فارم مکمل کرکے جمع کروانا لازمی ہے
• داخلہ فارم کے ساتھ 2 عدد پاسپورٹ سائز تصاویر اور شناختی کارڈ کی کاپی لف کریں

داخلہ فارم مفت

شرائط داخلہ
1: داخلہ صرف حفظ قرآن مجید کے لیے ہوگا
2: داخلہ کے وقت طالبہ کی عمر کم از کم 7 سال ہو
3: طالبہ کا مکمل پتہ اور والد کا موبائل نمبر لازمی ہے
4: داخلہ کے وقت طالبہ کا ساتھ آنا ضروری ہے
5: داخلہ کے وقت والد کا ساتھ آنا ضروری ہے
6: داخلہ کے وقت والد کا شناختی کارڈ ساتھ لانا ضروری ہے
7: داخلہ کے وقت طالبہ کا ساتھ آنا ضروری ہے

داخلہ فیس: 1000 روپے
ماہانہ فیس: 500 روپے

ہر ماہ کی 18 تاریخ کو والد کا آنا ضروری ہ

امیر محترم
جناب
پروفیسر سینیٹر
ساجد میر
صاحب
حفظہ اللہ
ناظم اعلیٰ
جناب ڈاکٹر
حافظ عبدالکریم
صاحب
حفظہ اللہ
جناب
پروفیسر ڈاکٹر
عبدالغفور راشد
صاحب
حفظہ اللہ
ناظم ذیلی تنظیمات
کے اس فیصلے کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے
جناب محترم پروفیسر
حافظ عتیق اللہ عمر
صاحب
کو صدر
جناب محترم
پروفیسر
عطاء الرحمن ظہیر
صاحب
کو جنرل سیکرٹری
برائے جمعیۃ اساتذہ پاکستان نامزد کیا
مبارکباد
پیش کرتے ہوئے ان کے لیے استقامت کی دعا کرتے ہیں
منجانب
مفتی کفایت اللہ شاکر
ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث
ضلع سیالکوٹ

اسلامی علوم (تفسیر، حدیث، فقہ)، شریعہ اینڈ لاء، انگلش، ایجوکیشن، آئی ٹی، انٹرنیشنل ریلیشنز، صحافت میں ترقی کی خواہاں

اعلان داخلہ 2016

طالبات کیلئے

ایف اے / بی اے / ایم اے

2 سالہ سپیشل پروگرام

اسلامی علوم، عربی اور انگلش پر مثالی عبور اور آئی ٹی ٹریننگ کے ساتھ

طالبات کیلئے اسلام آباد کے بین الاقوامی ماحول میں اسلامک اسکالرز اور ماہرین تعلیم کے تعاون سے آئیڈیل تعلیمی پروگرام

ایف اے (برائے میٹرک پاس)
اسلامی علوم کے ساتھ عربی اور انگلش نیز آئی ٹی ٹریننگ اور فیڈرل بورڈ سے امتحان
(فرسٹ ائر اور سیکنڈ ائر دونوں میں داخلہ جاری ہے)

بی اے (برائے ایف اے پاس)
اسلامی علوم کے ساتھ عربی اور انگلش نیز آئی ٹی ٹریننگ اور یونیورسٹی سے بی اے

ایم اے (برائے بی اے پاس)
اسلامی علوم کے ساتھ عربی اور انگلش نیز آئی ٹی ٹریننگ اور یونیورسٹی سے ایم اے
قابل طالبات کو تعلیم کے دوران ہی تدریس، ترجمہ اور انتظامی صلاحیت کی تربیت

نامور اسلامی اسکالرز اور ماہرین تعلیم کی زیر نگرانی
دو بین الاقوامی زبانوں عربی اور انگلش پر خصوصی توجہ
مستحق طالبات کیلئے کارکردگی سے مشروط اسکالرشپ

تفسیر، حدیث، فقہ اور تجوید کا وسیع مطالعہ
تعلیم و تربیت کے ساتھ ذاتی عملی صلاحیتوں کا نکھار
بی اے / ایم اے کیلئے یونیورسٹی اور دینی علوم کیلئے وفاق کے امتحانات

داخلہ کیلئے انفرادی انٹرویو: 10 تا 15 اگست
آغاز کلاسز: 17 اگست

- پنڈی / اسلام آباد سے پک اینڈ ڈراپ
- دیگر شہروں کی طالبات کیلئے محفوظ باپردہ ہاسٹل کی سہولت

مزید معلومات کیلئے:

معہد اللغۃ العربیۃ
اسلام آباد پاکستان
INSTITUTE OF ARABIC LANGUAGE - ISLAMABAD

کوٹھی نمبر 15۔ مین نیلم روڈ، جی نائن تھری، اسلام آباد
فون 051-2250535, 051-2261116

دینی و دنیاوی تعلیم کے خواہشمند طلبہ کیلئے باوقار اور مستقبل

تحصیل نوشہرہ ورکاں جید ریہ چوک حافظ آباد روڈ ضلع گوجرانوالہ

کیا آپ چاہتے ہیں؟

- کہ آپکا بچہ اسلام کا سچا عقیدہ قرآن و حدیث کا علم
- کہ آپکا بچہ اچھا انسان بنے جو کل آپکی امانت ہے
- کہ آپکا بچہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم
- کہ آپکا بچہ اچھا اخلاق اچھا کردار اچھا مستقبل
- دیانت امانت کا نشان بنے تو ہمارے

تو آج ہی رابطہ کریں

داخلہ جاری ہے

(داخلہ ٹیسٹ اور انٹرویو کے ذریعہ میرٹ پر ہوگا)
منتظم اعلیٰ کا فیصلہ حتمی ہوگا

شرائط داخلہ

- شعبہ حفظ میں داخلہ کیلئے پرائمری پاس ہونا ضروری ہے
- داخلہ صرف داخلہ ٹیسٹ کے ذریعہ ہوگا
- داخلہ پر سالانہ انٹری فیس دینا ہوگا
- داخلہ کمیٹی کا فیصلہ حتمی ہوگا

رجسٹریشن کی آخری تاریخ 27 جولائی 2016ء
ٹیسٹ و انٹرویو 30 جولائی 2016ء
آغاز کلاس پیر 1 اگست 2016ء

اہل علاقہ کیلئے عظیم خوشخبری

جدید علوم سے آراستہ

جامعہ ریاض الجنۃ اہلحدیث

فرقہ بندی کے اس دور میں اعتدال کا علمبردار

خصوصیات

- حفظ القرآن 2 سالہ سسٹم شامل حفظ القرآن پروگرام
- حفظ القرآن کے ساتھ ساتھ ثانویہ عامہ بورڈ لاہور کے مساوی تعلیم
- انگریزی، عربی اور اسلامیات کی مہارت
- یہ سہولت دیگر تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ 2 سالہ مکمل تعلیمی ریکارڈ
- 1 سال حفظ تجوید 2 سال ریٹرک ساتھ کے ساتھ
- محنتی اساتذہ اور پرفیشنل اسٹاف کی سہولت
- طلبہ کیلئے کمپیوٹر لیب کی سہولت

قرآن پڑھیے

معاون ناظمہ تبلیغ مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان

0300-9648694
0300-7400371
0300-7617990
0346-7617990

حافظ انا محمد عثمان شاکر

ایڈیٹر

دینی و دنیاوی تعلیم کے خواہشمند طلبہ کیلئے باوقار و روشن مستقبل

جامعہ میں تعلیم و تدریس فرقہ واریت سے بالاتر خالصتاً کتاب و سنت کی روشنی میں دی جاتی ہے

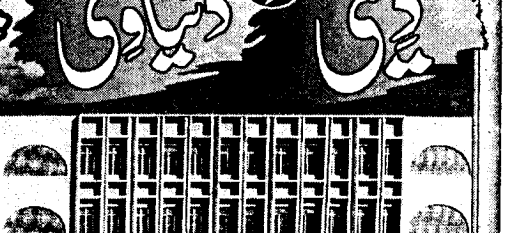

قسم الدراسات الإسلامية والعربية

درس نظامی کے ساتھ ساتھ میٹرک تا بی اے کرنے کی سہولت

جامعہ کا شاندار اعزاز

مدینہ یونیورسٹی میں گزشتہ 10 سالوں میں 36 طلبہ کا داخلہ

جامعہ کا ایک اور اعزاز

الجامعۃ القاسمیۃ شارجہ الحاق

حکومت شارجہ کے زیر سرپرستی جامعہ

فارغ التحصیل سالانہ پانچ طلباء کو سکالر شپ

الجامعۃ القاسمیۃ شارجہ میں

کلیۃ الشریعۃ والقانون میں اسلامک لاء کی تعلیم کیلئے

طلباء کے دو سرٹیفکیٹ کے کاغذات جمع کروا دیئے گئے ہیں

جامعہ عالیہ کی سند وفاق کی سند کیساتھ ایم اے عربی و ایم اے اسلامیات کے برابر

باقی بقیۃ السلف حضرۃ مولانا حافظ عبد الغفور رحمہ اللہ

کمپیوٹر کی تعلیم کا معقول انتظام

رفیقوں کے اس دور میں اعتدال کا علمبردار

جامعہ علوم اثریہ

داخلہ 10 شوال سے شروع ہے

مہتمم الجامعۃ حافظ عبد الغفور

فاضل مدینہ یونیورسٹی

مدیر الجامعۃ حافظ احمد حنیف

بانی حرمین شیخ محمد المکی رحمہ اللہ تعالیٰ

عظیم الشان جامع مسجد، وسیع ذخیرہ کتب پر مشتمل لائبریری، جدید سہولتوں اور سرسبز ماحول کے حامل کیمپس سے آراستہ کلاس رومز، صحت مند پرسکون شاہراہ

سعودی یونیورسٹیوں کے مطابق مدینہ یونیورسٹی کے فاضل اساتذہ کرام ○ نصاب تعلیم (الریاض) ○ اور جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ وغیرہ میں داخلہ کے مواقع

شرائط داخلہ

- داخلہ کے وقت والد یا سرپرست کا ہمراہ آنا لازمی ہے
- امیدوار کا پرانی پاس اور مناظم قرآن پڑھا ہونا ضروری ہے
- مڈل پاس اور حافظ قرآن کو ترجیح دی جاتی ہے

الداعی الی الفلاح والنجاح

حافظ عبد الحمید عامر بن حافظ عبد الغفور

رئیس جامعہ علوم اثریہ جہلم پاکستان

رابطہ فون 613671-613684 فیکس 613672 کوڈ نمبر 0544

اعلان داخلہ

10 شوال تا آخر شوال

عمل کے بغیر علم بے کار ہے وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ

- کلیہ کے فیض یافتگان اندرون و بیرون ملک خدمت دین کی ترویج میں کوشاں
- اقدار اسلام کا داعی و علمبردار
- علوم اسلامیہ کا عظیم و قدیم ادارہ
- پون صدی سے زائد کتاب و سنت کی خدمت میں پیش پیش

جامعہ دارالقرآن والحدیث (رجسٹرڈ) جناح کالونی فیصل آباد

شرائط داخلہ

درس نظامی	1۔ مڈل پاس 2۔ پرائمری مع حفظ القرآن
شعبہ حفظ	ناظرہ مع پرائمری
شعبہ تجوید	حفظ القرآن مع پرائمری

حفظ مع التجوید کے ساتھ منتخب کا ترجمہ مع عقیدہ کی تعلیم اور مسنون نماز اور دعائیں

داخلہ کیلئے شناختی کارڈ کی کاپی اور سرپرست کا ہمراہ آنا ضروری ہے

مڈل تا ایف اے اور وفاق المدارس کی تعلیم لازمی

شعبہ جات

درس نظامی

شاطات الثقافیہ | حفظ مع التجوید | نشر و اشاعت | کمپیوٹر کی تعلیم

دارالافتاء | دعوت و تبلیغ

مدینہ یونیورسٹی (سعودیہ) کے ساتھ الحاق کے بعد اب الجامعۃ القاسمیۃ (شارجہ) کے ساتھ بھی الحاق ہو چکا ہے۔ ہر سال 10 طلباء کا کوٹہ منظور ہو چکا ہے۔ علمی ذوق رکھنے والے طلباء کیلئے اعلیٰ تعلیم کے اہم ترین مواقع میسر ہیں۔ اس طرح اب جو طالبعلم ثانویہ خاصہ میں اعلیٰ پوزیشن حاصل کریگا وہ الجامعۃ القاسمیۃ میں داخلہ کا مستحق ہوگا۔

خصوصیات

☆ مدینہ یونیورسٹی ☆ جامعہ اُمّ القریٰ مکۃ المکرّمہ ☆ جامعہ ملک سعود الاسلامیہ ریاض سے الحاق ☆ الجامعۃ القاسمیۃ (شارجہ) کے ساتھ بھی الحاق ہو چکا ہے ☆ عربی بول چال کیلئے سازگار ماحول ☆ تجربہ کار فاضلین جامعہ اسلامیہ (سعودیہ) کی زیر نگرانی ☆ آخری چار کلاسز میں مقالہ جات کا اہتمام ☆ مسابقات ☆ تقریری و تحریری سرگرمیاں ☆ علمی مباحثے ☆ تعلیمی نظم و ضبط ☆ صاف ستھرا ماحول ☆ اسلامی اخلاق و آداب ☆ کھانے کا بہترین معیار ☆ بہترین خوراک رہائش اور میڈیکل کی بلا معاوضہ سہولیات

محمد انس مدنی مدیر و انتظامیہ کلیہ دارالقرآن والحدیث (رجسٹرڈ) جناح کالونی فیصل آباد
0300-6600069
041-2645531
041-2649561

Weekly **AHL- E - HADITH**

CPL No 116

106, Ravi Road Lahore (54000)
E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE: www.ahlehadith.org

Head Office:
Tell. 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e-Hadith 042-37720257
Paigham T.V: 042-37722876

ہمارا اعزم ہماری آواز قرآن وسنّت کا نفاذ

اہل حدیث یوتھ فورس کا پیغام دعوت دین خدمت عوام

سرفروش سرفروش یوتھ فورس یوتھ فورس